جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والعصر ۝ ان الانسان لفی خسر ۝

پشاور
پاکستان

العصر

ماہنامہ

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمن

جامعہ عثمانیہ

نوتھیہ روڈ — پشاور

مسلمانان اسلام کی خدمت میں ہمدردانہ اپیل

یوں تو جامعہ عثمانیہ میں طلباء کے لئے رہائش کی ضرورت روز اول سے محسوس ہو رہی ہے لیکن سال رواں میں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر ابتداء سال میں داخلہ کی فہرست میں چھتیس زائد طلباء یعنی منتظرین پر مشتمل رہی ۔ یوں مقررہ ہدف ۱۰۵ سے متجاوز ہو کر منتظرین کی ۳۶ کی فہرست کی وجہ سے مجموعی طور پر داخلہ ۱۴۱ تک ممتد رہا۔ غیر متوقع طور پر مقررہ ہدف سے تجاوز کی وجہ سے دارالاقامہ کی کمی مزید شدت سے محسوس کی گئی ۔ جس کے لئے فوری طور پر ایک مکان کرایہ پر حاصل کیا گیا ۔ اس کے ساتھ گذشتہ ماہ سے جامعہ کے متصل خالی پلاٹ پر پندرہ کمروں پر مشتمل دو منزلہ ہاسٹل کی تعمیر شروع کی گئی ہے اور اس ہاسٹل کی تکمیل سے ۱۱۰ طلباء ٹھہرنے کی گنجائش پیدا ہوگی۔ شروع کی گئی تعمیرات یعنی پندرہ کمرے بمع برآمدہ ۵۵۵۰ فٹ کوؤ ایریا ہے یوں کم از کم خرچہ ایک فٹ پر ۳۵۰ روپے کے حساب سے ۵۵۵۰ x ۳۵۰ = ۵۰۰ ' ۴۲ ' ۱۹ یعنی ساڑھے انیس لاکھ روپے کا تخمینی خرچہ آئے گا ۔ مدارس کے ایسے کاموں کے لئے پرخلوص جذبہ کی ضرورت ہے اور یوں بے لوث جذبہ خدمت سے یہ کام پورے ہوتے ہیں ۔

درد دل رکھنے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے اس کار خیر میں حصہ لینے کی درخواست ہے کہ دل کھول کر اس میں حصہ لیں ۔ اگر کسی صاحب کو مالی تعاون کی توفیق نہ ہو تو دو رکعات صلواۃ حاجت پڑھ کر جامعہ کے حق میں اللہ تعالی کے دربار میں اخلاص کی دعا بہترین تعاون ثابت ہو سکتا ہے ۔

اللہ تعالی ہر ایک مسلمان کو قربانی کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین

منجانب :۔ اراکین مجلس شوریٰ
جامعہ عثمانیہ

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان
ماہنامہ العصر پشاور

مجلس ادارت
مدیر مسؤل
مفتی غلام الرحمٰن
مدیر
ڈاکٹر حسن نعمانی

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن
قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۴ شمارہ ۴

فون دفتر نمبر
۰۹۱-۲۷۳...
پی او بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر۔ صوبہ سرحد پاکستان

تاریخ اپریل ۱۹۹۸ء ذی الحجہ ۱۴۱۸ء

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدھم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدھم

فہرست مضامین

مجوزہ تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸ء - ۲۰۱۰ء اور دینی اقدار کا فقدان	صدائے عصر	۲
محاسن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۷
شریعت اسلامی کی مربوط و مدلل ترجمانی	مولانا ابوالحسن علی ندوی	۹
دارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۳۶
پاکستان میں این۔ جی۔ اوز اور عیسائی مشنریاں سرگرمیاں منصوبے اور طریق کار	مولانا مشتاق احمد	۴۰

ناشر و دفتر
مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۸ روپے سالانہ اندرون ملک ۸۰ روپے بیرون ملک ۵ ڈالر کی قیمت

صدائے عصر

مدیر مسئول

مجوزہ تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸ء - ۲۰۱۰ء

اور دینی اقدار کا فقدان

گذشتہ ایام حکومت نے طویل المدت تعلیمی پالیسی ۱۹۹۸ء - ۲۰۱۰ء کا اعلان کرویا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق دینیات کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پہلی جماعت سے لیکر گریجویشن تک اسلامیات کی تعلیم لازمی ہوگی۔ مڈل تک ناظرہ قرآن پڑھایا جائے گا اور بارہویں جماعت تک قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانا ضروری ہوگا۔

تعلیمی پالیسی کے محاسن و قبائح ہر اس وقت سوچا جا سکتا ہے جب پوری رپورٹ سامنے ہو اخباری اطلاعات پر تنقیدی جائزہ سے شاید رپورٹ کی تہہ تک پہنچنا مشکل ہو تاہم مبینہ تعلیمی پالیسی میں مذہب اور عقیدہ کی حوالہ سے شاید اس سے زیادہ کچھ نہ ہو خدا کرے کہ عصری علوم کے میدان میں ہماری تعلیمی پالیسی عصری تقاضوں کے مطابق پورا اترے ورنہ آج تک کسی حکومت نے تعلیمی پالیسی کے بارے میں اطمینان کا اظہار نہیں کیا اس دور میں بھی ہم تعلیمی میدان کے پسماندہ قوم کی حیثیت سے متعارف ہیں ارباب اقتدار اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیکر ناکامی کی ذمہ داری گذشتہ حکومتوں پر ڈال رہی ہیں حالانکہ ہر حکمران اس میدان کا سنگین مجرم ہے۔ زر کثیر خرچ کرنے کے باوجود مقدار خواندگی ستائیس فیصد سے متجاوز نہیں رہی۔ اگر مجوزہ تعلیمی پالیسی کہیں افسر شاہی کی لفاظی یا ہندوسوں کی جمع و تفریق کا شکار ہو پھر تو اس سے قوم کی تقدیر بدلنے کی امیدیں رکھنا بے سود ہیں قوم میں خود داری کا جذبہ پیدا ہونا اور غریب عوام کی خداداد صلاحیتوں کا پروان چڑھنا ایک بامقصد تعلیمی پالیسی کا محتاج ہے تاکہ نوجوان نسل خود مختار تعلیمی اور اصلاحی ماحول میں رہتے ہوئے

ن کی ایسی ذہن سازی ہو کہ کل اپنی پاؤں پر یہ قوم کھڑی ہو کر خود داری اس کی شناخت ہو تعلیم ہی سے ملک کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے اور تعلیمی کے حوالہ سے تاریخ مرتب ہوتی ہے۔

مذہبی نقطہ نظر سے تعلیمی پالیسی میں کوئی خاص ترقی اور نمو نظر نہیں آتی۔ بلکہ اسلامیات کے نام سے ہماری تعلیمی اداروں میں جو مضمون پڑھلیا جاتا ہے۔ اس سے ایک مسلمان کی شخصیت بہت کم بنتی ہے۔

اسلامیات کا نصاب ایسی مواد پر مشتمل ہونا چاہئے کہ اس کا پڑھا ہوا بچہ معاشرہ میں کم از کم فرائض اور ذمہ داریوں سے واقف ہو آج ہمارے ملک کے کلیدی اسامیوں پر فائز شخصیات دین کے ابجد سے نابلد ہوتے ہیں بے چارے دین اور مذہب انسان کا نجی مسئلہ سمجھتے ہوئے اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ بسا اوقات مذہب کے قریب جانا بھی گوارا نہیں کرتے اور جس شخص کا مذہب سے لگاؤ ہو اس کو معاشرہ پر بوجھ سمجھتے ہوئے ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

اسلامیات کے نصاب میں ناظرہ قرآن کا اہتمام اچھا اقدام ہے لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ گذشتہ ایام میں بھی آٹھویں جماعت تک نصاب کا لازمی جزو چلا آ رہا ہے بہت کم سکولوں میں اس پر توجہ دی جاتی ہے الا یہ کوئی ہیڈ ماسٹر طبعی رجحان سے مجبور ہو کر یا کسی متعلقہ استاذ کی ذاتی دلچسپی ہو۔ پھر یہ ان بچوں کے نصاب کا حصہ ہے جو کسی ایسے سکول میں پڑھتے ہوں جہاں کہیں سرکاری سکول ہو اور کوئی پوچھنے والا اس کا نہ ہو ورنہ ماڈل سکولوں میں اس کا اہتمام کسی سے مخفی نہیں۔

قرآن کے ترجمہ کی تعلیم بھی مستحسن اقدام ہے لیکن کیا ناظرہ پڑھ کر بچے کی استعداد سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ قران کا ترجمہ سمجھ جائے گا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچے کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے بغیر اور علمی استعداد بنانے سے قطع نظر محض ترجمہ قرآن کو نصاب کا حصہ بنانا غیر سنجیدہ حرکت سے کم نہیں مروجہ نصاب میں قرآن کی کچھ حصہ کا ترجمہ بھی شامل ہے لیکن اس سے سکولوں اور تعلیمی اداروں میں جو سلوک ہوتا ہے اس پر اظہار افسوس کے علاوہ اور کیا کہا جائے گا۔ بہر حال نئی تعلیمی پالیسی میں اسلامیات کے

بارے میں کسی خاص پیش رفت کے آثار دکھائی نہیں دے رہی ہیں بلکہ گذشتہ نصاب
باتوں کو دھرایا گیا ہے۔

ہمارے نظام تعلیم کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ کبھی اس کو اسلامی معاشرہ کی ن
نظر سے نہیں دیکھا گیا عموماً" ایسے لوگوں کے ہاتھوں سے ہماری پالیسیاں مرتب ہوتی ہیں ج
کو مذہب سے دور کا واسطہ نہیں ہوتا تو یہ نظام تعلیم کو یورپ کے سانچہ میں ڈالنے کو تر
سمجھتے ہیں۔ اس لئے عموماً" ہمارا تعلیمی نظام دینی اقدار سے عاری ہوتا ہے اس میں شخصیہ
سازی پر توجہ نہیں دی جاتی اور نہ تربیت کو کوئی مقام دیا جاتا ہے یوں نظام تعلیم سے ہم
ہماری شناخت نہیں ہوتی۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ سکولوں اور کالجوں کو دینی مدارس میں
تبدیل کرنا چاہئے بلکہ یہ ضروری ہے کہ عصری علوم کے تعلیمی اداروں سے جو نسل نکلے و
کم از کم بہترین مسلمان ضرور ہوں۔ ان کو دینی علوم سے کم از کم اتنی اگاہی ہو کہ ان کی
چوبیس گھنٹے کی زندگی کیسے گزارنی ہوگی؟ جس میدان سے اس کا واسطہ ہے اس میں اس کی
ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ڈاکٹر، انجینئر اور سائنس دان یا دوسرے رجال کار ہماری معاشرہ کی
ضرورت ہے لیکن ان رجال کار کا بہترین مسلمان بننا ان کی ذمہ داری ہے۔ یہ تب ہوگا کہ
نظام تعلیم میں شخصیت سازی پر توجہ ہو ہمارے ملک کی مقدار خواندگی کی اکثریت میٹرک
سے متجاوز نہیں لیکن میٹرک تک دینیات کا جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اس کے لئے جو اساتذہ
مقرر ہیں سات گریڈ سے آگے ان کے لئے قدم رکھنا ممنوع ہے۔ بغیر کسی خاص مراعات
کے معمولی تنخواہ پر ان کو ٹرکایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے اثرات پورے سکول پر حاوی رہتے
ہیں کہ اسلامیات کا استاذ سٹاف میں ایک فاصل پرزہ سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذی
استعداد علماء کرام بہت کم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں چند صفحات پر مشتمل کتاب چند مہینوں
میں ختم ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ نصاب کی کتابیں ناقص مواد پر مشتمل ہوتی ہیں چنانچہ چند سال قبل
پشاور یونیورسٹی نے بھاڑا گلی ایبٹ آباد میں ایک تعلیمی سیمینار کا اہتمام کیا ہوا تھا ایک مجلس
کے مہمان خصوصی ہونے کی وجہ سے مجھے صوبہ سرحد کی نویں اور دسویں جماعت کے نصاب
کی کتب پر کچھ بولنا پڑا۔ میں نے کتاب میں جن کمزوریوں کی نشاندہی کی تو تعلیمی ماہرین نے

Scanned with CamScanner

ماہور ارکان نے میرے ساتھ پورا اتفاق کیا۔ اور بعض ذمہ دار حضرات نے تصحیح کی حامی بھی بھری تھی معلوم نہیں کہ کہاں تک اس پر عمل ہوا ہے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک میں وہ تفصیل شائع ہوئی تھی اور وہ اسلامیات ڈیپارٹمنٹ والوں نے بھی اپنی رپورٹ میں اس کا تذکرہ کیا تھا۔

اس لئے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ مذہب اور عقیدہ یعنی اسلامیات کو نصاب تعلیم میں وہ مقام دیا جائے جس کا یہ مقتضی ہے

ناظرہ قرآن کے علاوہ قرآن فہمی کے لئے کم از کم صرف و نحو پر توجہ دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ عربی زبان کو اتنی اہمیت دی جائے کہ ایک لڑکے کو قرآن سمجھنے میں دشواری کا سامنا نہ ہو۔

سکولوں اور کالجوں میں اس مضمون کے پڑھانے والوں کو ان کا جائز مقام دیا جائے تاکہ خود کسی احساس کمتری کے شکار نہ ہوں اور نہ اداروں میں ان کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک ہو۔

جہاں دینی مدارس میں عصری علوم کے اضافہ کے لئے چیخیں ماری جا رہی ہیں کیا یہ اس کا نعم البدل نہیں کہ سرکاری سکولوں میں دینی علوم کا اضافہ کیا جائے تاکہ بقول بعض خود ساختہ مصلحین کے مدارس عربیہ اگر معاشرہ کو اس کی ضرورت کے مطابق رجال کار کی فراہمی سے قاصر ہیں تو کم از کم یہ ضرورت سکول اور کالجز پورا کر سکے۔ کیونکہ دین کے کام کے لئے رجال کار کی فراہمی صرف مدارس عربیہ سے خاص نہیں بلکہ ہر تعلیمی ادارہ اس میدان میں حسب استطاعت اپنی توانائیاں اور سرگرمیاں بروئے کار لا سکتا ہے مدارس عربیہ تو بحمد اللہ اپنے مقررہ اہداف کے لئے سو فیصد نتائج دینے میں کامیاب ہیں آج معاشرہ میں دینی اقدار کے جو آثار دیکھے جاتے ہیں اور مسلمانوں کا جو مذہبی تشخص زندہ ہے یہ مدارس عربیہ کی برکت ہے۔ مدارس کے نصاب میں بھی عصری تقاضوں کے مطابق کچھ اضافہ ضروری ہے تاکہ علماء کرام معاشرہ میں رہتے ہوئے عصری تقاضوں کے مطابق دین کا کام کر سکیں لیکن مدارس عربیہ کسی دفتر چلانے کے لئے رجال کار کی فراہمی یا کسی دوسرے فن میں علماء کی صلاحیتوں کو صائع کرنے کی توقع رکھنا مدارس کی عظمت گھٹانے کے مترادف ہے۔

Scanned with CamScanner

مدارس عربیہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ معاشرہ کو ایسے رجال کار فراہم کریں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا عقیدہ رکھتے ہوئے حضرت محمد رسول ﷺ کی محبت سے لیس ہو کر ایک خود دار عالم کی حیثیت سے محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے دین کا کام کریں۔

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○

سنہری موقع !!!

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

SPECIALIZATION IN FAQA-ISLAMI AND IFTA

کے طلباء کے لئے تحقیق و ریسرچ کے مراحل میں مراجع و ماخذ کی دستیابی میں مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجلس شوریٰ نے چھٹے تعلیمی سال کے تخمینی بجٹ میں اولین مرحلہ میں ایک لاکھ تیس ہزار روپے (130'000) کی کتابیں خریدنے کی منظوری دی ہے۔

اگر آپ ایک صحیح عالم دین کی بے لوث دینی خدمات میں قیامت تک صدقہ جاریہ کے طور پر شریک ہونا چاہتے ہیں اور یقیناً" چاہتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا مقدس نام لے کر کتابیں خریدنے کا سنہری موقع ضائع نہ کریں۔

Scanned with CamScanner

محاسن القرآن

مفتی غلام الرحمٰن

ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین

ترجمہ :۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو۔

جب تک کسی چیز کا معیار قائم نہ ہو تو اس سے خاطر خواہ استفادہ مشکل رہتا ہے قرآن مجید اس آیت میں اپنی حقانیت کا اعلان کر کے ایسی پر اعتماد فضا بنا رہا ہے جس کی وجہ سے مخلوق خدا کے اذہان میں قرآن کا ایک معیار قائم ہوا جس کے ہوتے ہوئے کسی حقیقت کا جھٹلانا ممکن نہ رہے۔ جو حقیقت قرآن سے سامنے آئے وہ دلوں کو متاثر کئے ہوئے بغیر نہ رہ سکے نحوی اعتبار سے آیت میں مختلف تراکیب کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں قرآن کی حقانیت کی جس دلیل کی طرف اشارہ ہو رہا ہے وہ تین مراحل سے گزر کر منطقی انجام کو پہنچتی ہے لفظ و معنی اور نتائج ، و ثمرات کے ہر مرحلہ میں قرآن اپنی خصوصیت اور امتیازی حیثیت منوانے میں کامیاب رہا ہے۔ جس درجہ کے حوالہ سے قرآن کا مطالعہ ہو اس کے معجزہ ہونے کی حیثیت نمایاں رہتی ہے۔

ذالک الکتاب

یہ دلیل کا پہلا حصہ ہے جس کا بالذات تعلق ان نقوش سے ہے جو کاغذ کے صفحہ پر رہتے ہوئے مقاصد و مطالب کی طرف رہبری و رہنمائی کرتے ہیں ان نقوش کے مجموعہ کو معاشرہ کی زبان میں "کتاب" کا نام دیا جاتا ہے اگر چہ معاشرہ میں کتاب کے نام سے کئی مجموعے متعارف ہیں۔ انسانی خیالات و افکار بھی کتاب کا عنوان اپنا لیتے ہیں۔ لیکن ان تمام میں کامل کتاب قرآن مجید ہے یہ وہ عظیم کتاب ہے۔ جس کی خوشخبری ادیان سابقہ میں دی گئی ہے اور اب بھی ایک کتاب کی پوری خوبیوں سے لیٹ ہے عرب کا فصیح و بلیغ معاشرہ اس کتاب کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے انگشت بدندان رہا مقابلہ کی جرات نہ ہو سکی پورا معاشرہ

مکمل کوشش کے باوجود اس کتاب کی مثل لانے سے قاصر رہا۔ اس لئے یہ "الکتاب" یعنی
کامل کتاب ہونے کا مستحق ہے

لاریب فیہ

لفظی و معنوی اعتبار سے قرآن کی افاقیت کا نتیجہ ہے۔ ان دونوں میدانوں میں کامیابی کی
سے قرآن سے معاشرہ کیسے تبدیل ہوا۔ بے راہی سے راہ راست پر آنے اور متقین
کے لئے قرآن نے اپنا اثر دکھلایا۔ چنانچہ یہی قرآن "ھدی"۔ یعنی ھدایت دینے والی کتاب
ہے اگر چہ قرآن پوری کائنات کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔ کسی پر اس کے دروازے
نہیں ہوئے لیکن نفس الامر میں وہ لوگ استفادہ کر سکے جن کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ
انابت الی اللہ کا مادہ رکھا اس لئے قرآن "ھدی للمتقین" ٹھہرا

متقین کا مفرد "متقی" ہے تقوی والا شریعت میں اس شخص کو متقی کہا جاتا ہے جو اپنی ذات
کو ان افعال و کردار سے محفوظ رکھے جو آخرت میں موجب نقصان اور باعث تکلیف ہو
۔ معاشرہ میں تقوی کے تین مراتب ہیں پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان آخرت کے دائمی عذاب
سے اپنے آپ کو بچائے رکھے یعنی ایسی گناہ نہ کرے جو جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہنے کا ذریعہ
ہو۔ گویا زندگی میں دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان ہر ایک گناہ سے بچے یہاں تک بعض لوگوں
نے گناہ صغیرہ سے احتراز بھی ضروری قرار دیا ہے شریعت نے جہاں کہیں انسان سے تقوی
مطالبہ ہوتا ہے اس سے یہی مراد لیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ رخص الخواص کا ہے کہ انسان نیکی کے ایسے مرتبہ تک پہنچے کہ ہر اس چیز سے
اجتناب کرتا رہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد کیلئے مانع اور رکاوٹ بنے (بیضاوی)

آخری مرتبہ اگر چہ مطلوب نہیں لیکن ایک مسلمان کے لئے یقیناً باعث کمال ہے اس لئے
ابراہیم بن آدھم سے کسی نے تقوی کے بارے میں پوچھا آپ نے جواب دیا۔

ان لایجد الخلق فی لسانک عیبا۔ ولا الملکۃ فی افعالک عیبا
ولا ملک العرش فی سرک عیبا" (الفسیر الکبیر ج 21/2

یعنی تقوی یہ ہے کہ مخلوق تیری زبان سے کسی عیب کو نہ پائے۔ فرشتوں کو تمہارے

شریعت اسلامی کی مربوط و مدلل ترجمانی اور اسرار و مقاصد حدیث کی نقاب کشائی

حجتہ اللہ البالغتہ کے آئینہ میں

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی

شاہ صاحب کی سب سے معرکتہ الآرہ کتاب اور علمی کارنامہ حجتہ اللہ البالغہ ہے جس میں دین و نظام شریعت کا ایک ایسا مربوط ، جامع اور مدلل نقشہ پیش کیا گیا ہے جس میں ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق، علم الاجتماع و تمدن، سیاست و احسان کو ایک ایسے ربط و تعلق اور صحیح تناسب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہار کے موتی اور ایک زنجیر کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں اور ان میں اصول و فروع، مقاصد و وسائل اور دائمی و موقت کا فرق نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پاتا، جو ان بہت سی تصنیفات و تحقیقات کی قدیم کمزوری ہے جو کسی غلو یا ناانصافی کے رد عمل یا کسی جذبہ یا جوش کے ماتحت لکھی گئی ہیں، اس ربط و تناسب کی وجہ (شاہ صاحب کی فطری سلامت طبع و اعتدال کے علاوہ) ان کا علم حدیث کا گہرا اور وسیع مطالعہ اور وہ مخصوص مزاج ہے جو حدیث اور سیرت کے اشتغال یا مزاج نبوی سے مناسبت رکھنے والے کسی عالم ربانی کی صحبت و تربیت میں پیدا ہوتا ہے اسلام کا یہ مربوط و جامع ترجمانی جو حجتہ اللہ کے صفحات میں دیکھنے میں آتی ہے بہت کم دینی تصنیفات میں نظر آئے گی اس طرح حجتہ اللہ البالغہ اس دور عقلیت کے لئے ایک نیا علم کلام بن گیا ہے جس میں ایک حق پسند و سلیم الطبع انسان کے لئے (جس کو علمی استعداد اور دقت نظر کا بھی کچھ حصہ ملا ہو) تشفی کا وافر سامان ہے ہمارے علم میں کسی مذہب کی تائید اور اس کی حکیمانہ توجیہ و تشریح میں (ان زبانوں میں جن سے ہم واقف ہیں) اس پایہ کی کتاب نہیں لکھی گئی اور اگر لکھی گئی تو اس وقت علمی دنیا کے سامنے نہیں ہے

بارہویں صدی کے کچھ بعد ہی ہندوستان اور پورے عالم اسلام میں (مختلف تعلیمی، تمدنی ، علمی و عقلی اسباب کی بناء پر) ایک خاص طرح کی عقلیت کا جو دور شروع ہونے والا تھا اور احکام شریعت کے اسرار و مصالح کی جستجو کا جو عام ذوق پیدا ہونیوالا تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے ذہن بھٹکے اور بہت سے قلم بہکنے کے لئے تیار تھے، خاص طور پر حدیث اور سنت (خاص اسباب کی بناء پر) اعتراضات و شبہات کا سب سے زیادہ نشانہ بننے والی تھی، ان نئے تقاضوں سے صحیح طور پر وہی شخص عہدہ بر آہو سکتا تھا جو کتاب و سنت علوم حکم ،علم کلام ،علم الاخلاق ،علم النفس (اور اپنے زمانہ کے حدود کے اندر) علم الاقتصاد علم المعیشت اور علم السیاست سے واقف ہو، پھر ان سب کے ساتھ احسان اور تزکیہ کے فن کے جوہر و حقیقت سے نہ صرف آگاہ بلکہ اس میں درجہ اجتہاد پر فائز ہو

اس سب کا اقتضاء تھا کہ اس دور کے شروع ہونے سے پہلے بارہویں صدی کے امام کے قلم سے ایسی کتاب لکھوادی جائے جو اس ضرورت کو اس بڑی حد تک پورا کرے جو کسی ایسے انسان کے قلم سے ممکن ہے جو بہر حال انسان ہے وہ نہ معصوم ہے نہ اس کا علم سارے زمانوں، مقامات اور معلومات پر محیط ہے، اس پر اپنے زمانہ کی (کم سے کم درجہ میں) چھاپ اور اس نظام تعلیم و تربیت کا اثر بھی ہے جس میں اس نے نشوونما پایا ہے پھر بھی وہ اصلاً دانش کدہ قرآنی اور درس گاہ حدیث و سنت کا فیض یافتہ اور ان کا ترجمان نظر آتا ہے

شاہ صاحب ؒ کتاب کی تصنیف کے محرکات و دواعی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

’علوم حدیث میں سب سے باریک، دقیق و عمیق، رفیع و بدیع علم ،اسرار دین کا وہ علم ہے جس میں احکام کی حکمتیں اور ان کے لمیات اور خواص اعمال کے اسرار و نکات بیان کئے جائیں جن کے ذریعہ انسان شریعت کی لائی ہوئی چیزوں کے بارے میں صاحب بصیرت بن جاتا اور خلط و خبط سے محفوظ رہتا ہے۔

موضوع کی نزاکت

لیکن حقائق دینی اور احکام شرعی کی حکمتوں، مصالح اور اسباب و علل کے بیان کرنے کا موضوع بڑا نازک ہے، ذرا سی بے اعتدالی، کسی خاص رجحان کے غلبہ یا زمانہ کے اثر سے پڑھنے والے کا ذہن شرائع سماوی اور تعلیمات نبوی ﷺ کی پٹڑی سے اتر کر جس میں اصل مقصود رضائے الٰہی، قرب خداوندی اور نجات اخروی کو قرار دیا گیا ہے، مادی منافع زندگی کی بہتر تنظیم اور تمدنی فوائد یا سیاسی مقاصد کے حصول کی پٹڑی پر پڑ جاتا ہے اور سعی و جہد کے پورے سلسلہ سے ایمان و احتساب کی روح یا تو بالکل نکل جاتی ہے یا بہت کمزور و مجروح ہو کر رہ جاتی ہے، مثال کے طور پر نماز کی حکمت و مصلحت یہ بیان کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک فوجی پریڈ ہے اور اس سے نظم و اطاعت امیر اور حکومت اسلامی کے قیام میں مدد ملتی ہے، روزہ صحت کے لئے مفید ترین طریقہ ہے زکواۃ اہل دولت پر غریبوں کا ٹیکس ہے، حج ایک سالانہ بین الاقوامی اسلامی مؤتمر (کانفرنس) ہے جس میں ملت کے مفاد میں مسائل پر غور و مشورہ کیا جاتا ہے

ان خطرات کے پیش نظر (جنہوں نے امکانات و احتمالات سے بڑھ کر واقعات اور عملی مثالوں کی جگہ لے لی ہے) اس موضوع سے صحیح طور پر وہی عالم عہدہ بر آ ہو سکتا تھا جس کے ہاتھ میں دین و شریعت کا اصل سر رشتہ ہو جو شرائع الٰہی کے نزول اور انبیاء کی بعثت کے مقصد سے آگاہ ہو اور جس کے رگ و پے میں ایمان و احتساب کی روح سرایت کر چکی ہو اور جس کا ذہنی و علمی نشو و نما کتاب و سنت اور ایمان و احتساب کے ماحول میں اور ان کے زیر سایہ ہوا ہو اور شاہ صاحب (جیسا کہ ان کے حالات سے معلوم ہو چکا ہے) اس نازک موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے موزوں ترین شخصیت تھے

مستقل تالیف کی ضرورت اور علمائے متقدمین کی ابتدائی کوششیں

شاہ صاحب اس موضوع پر متقدمین کی مختصر کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں متقدمین نے ان مصالح کی نقاب کشائی کی ہے جن کی ابواب شرعی میں رعایت کی گئی ہے بعد کے محققین نے بعض بڑے قیمتی نکتے بھی بیان کئے ہیں لیکن اس کی مقدار اتنی ہی ہے کہ اب اس موضوع پر کلام کرنا خرق اجماع نہیں رہا کسی نے اس موضوع پر مستقل تصنیف نہیں کی اور اس

کے اصول و فروع کو پورے طور پر مرتب نہیں کیا۔

اس سلسلہ میں شاہ صاحب نے امام غزالی، علامہ خطابی، اور شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام کا حوالہ دیا ہے جن کی کتابوں اور تحریروں میں جستہ جستہ ایسے مضامین اور اشارے ملے ہیں شاہ صاحب نے اس دعوے کی تردید کے سلسلہ میں کہ احکام شرعی مصالح پر مشتمل نہیں ہیں اور اعمال و جزا میں مناسبت کا ہونا کچھ ضروری نہیں ہے ان آیات واحادیث سے استدلال کیا ہے جن میں اعمال اور ان کے نتیجہ میں ربط بتایا گیا ہے بعض احکام کی علت و مصلحت بھی بیان کی گئی ہے نیز ان احادیث کا بھی ذکر کیا ہے جن میں کسی عبادت یا عمل کی مشروعیت کا سبب یا تعینات کے اسرار بیان کیے گئے ہیں، نیز بعض ممانعتوں کے ان اسباب اور حکمتوں کی مثالیں بھی دی ہیں، جو حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ سے منقول ہیں اور ان خیالات وظنون کی تردید فرمائی ہے اور ان کا جواب دیا ہے جو اس نازک عمل کی تدوین کو ناممکن یا غیر مفید یا فعل جدید بتاتے ہیں اور اس کی وضاحت کی ہے کہ اس موضوع کی طرف اس وقت پوری توجہ نہ ہونے کے کیا اسباب تھے

اس فن کی تدوین کی ضرورت و حکمت بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ بعض ایسی احادیث کو جو بظاہر ہر طرح سے مخالف قیاس معلوم ہوتی ہیں بعض فقہاء نے مخالف عقل بتا کر ان کو رد کرنا جائز سمجھا اس لئے بھی احادیث کے مطابق عقل و قیاس ہونے کو ثابت کرنا ضروری ہو گیا امت کے مختلف طبقات کا متعارض طرز عمل بعض کا عقل و قیاس سے بالکل آنکھیں بند کر لینا بعض کا تاویل اور ایسے موقعہ پر صرف عن الظاہر کا بے تکلف عمل کرنا جہاں احادیث اصول عقلیہ کے مخالف نظر آئیں اور اس بارے میں بہت سی جماعتوں کی بے اعتدالی شاہ صاحب کے نزدیک اس فن کی تدوین جدید کو نہ صرف جائز و مفید قرار دیتی ہے لکہ اس کو دین کی عظیم ترین خدمت اور وقت کی اہم ضرورت ثابت کرتی ہے

ضرورت کے اس احساس عملی تجربے اور وقت کے تقاضے کے ماسوا شاہ صاحب کو اس کام کی تکمیل کے لئے بعض بشارات غیبی اور بارگاہ رسالت ﷺ سے ایک ایسا اشارہ بھی معلوم ہوا جس سے اندازہ ہوا کہ دین کی ایک نئی نوعیت کی شرح مطلوب ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے سینہ میں ایک ایسی روشنی پائی جو برابر بڑھتی رہی مکہ معظمہ کے زمانہ قیام میں امام حسنؓ اور امام

Scanned with CamScanner

حسین کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے قلم عطا کیا اور کہا کہ یہ ہمارے نانا رسول ﷺ کا قلم ہے

شاہ صاحب کے تلامذہ اور اصحاب میں سب سے زیادہ ان کے ماموں زاد بھائی برادر نسبتی سفر حضر کے رفیق اور تلمیذ رشید شیخ محمد عاشق پھلتی کا اس کام کی تکمیل کے لئے سب سے زیادہ تقاضا و اصرار تھا جو شاہ صاحب کے سب سے بڑے مزاج داں اور ان کے علوم و کمالات سے سب سے زیادہ واقف تھے

بہر حال اللہ تعالیٰ نے شاہ صاحب کو اس اہم کام کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی اور ان کے قلم سے یہ جلیل القدر کتاب نکل کر اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچی

تمہیدی وبنیادی مضامین ' تکلیف و مجازات

کتاب کے ابتدائی حصہ میں شاہ صاحب نے ان تمہیدی مباحث کو شامل کیا ہے جن سے ہدایت ربانی، تعلیمات آسمانی اور انبیاء کی بعثت اور ان کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ثابت ہو اس میں بڑی اصولی اور بنیادی بحث وہ ہے جو انہوں نے باب سرا لتکلیف کے عنوان کے ماتحت پیش کی ہے اور جس میں ثابت کیا ہے کہ "تکلیف" نوع انسانی کے فطری تقاضوں میں سے ہے انسان اپنی زبان استعداد سے سوال کرتا ہے کہ خدا اس پر ایسی چیز واجب کرے جو قوت ملکیہ کے مناسب ہو پھر اس پر ثواب دے اور اس پر قوت بہیمیہ میں انہماک کو (جو اس کے اندر رودیعت ہے) حرام کرے اور اس کو سزا دے اس سلسلہ میں شاہ صاحب کے حیوانات 'نباتات اور نوع انسانی کے وسیع اور دقیق مطالعہ کا اظہار ہوتا ہے نیز طبیعات و طب اور نباتات سے واقفیت بھی ظاہر ہوتی ہے شاہ صاحب نے عقلی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ انسانوں کو حیوانات و نباتات سے جو امتیاز حاصل ہے اور ان میں جو استعدادیں اور فطری طلب رکھی گئی ہے وہ زبان حال سے تکلیف شرعی اور ہدایت ربانی کا سوال کرتی ہے شاہ صاحب اس کو "التکفف الحالی" (زبان حال سے بھیک مانگنا اور ہاتھ پھیلانا) کے بلیغ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اس کے ساتھ التکفف العلمی (علمی دریوزہ گری) کا اضافہ کرتے ہیں ان کے نزدیک انسان کے اندر (عقل و نطق کے علاوہ) دو چیزیں اور ہیں: زیادہ القوۃ

Scanned with CamScanner

العقلیۃ اور براعۃ القوۃ العملیۃ اس میں انسان کے اندر صرف قوت عقلیہ اور قوت عملیہ کا وجود ہی نہیں بلکہ ان کی ترقی بلند ہمتی طلب کمال، نا آسودگی بھی اس کی فطرت میں ہے شاہ صاحب کے نزدیک خلق ملائکہ، حوادث عظیمہ اور ارسال رسل اسی کا نتیجہ ہے وہ یہ سب (عنایۃ بالنوع) اس اعتناو اہتمام کا کرشمہ ہے جو پوری نوع انسانی کے شامل حال ہے اور یہ سب ربوبیت و رحمت الہی کی تجلیات ہیں ان کے نزدیک عبادات اور عمل بالشرائع نوع انسان کا ایسا ہی نوعی تقاضا ہے جیسا درندوں کا گوشت کھانا بہائم کا گھاس چرنا اور شہد کی مکھیوں کا اپنے سردار (یعسوب) کی فرماں برداری کرنا البتہ حیوانات کے علوم الہام جبلی سے تعلق رکھتے ہیں اور انسان کے علوم اعمال کسب نظر یا وحی یا اتباع سے تعلق رکھتے ہیں

اس کے بعد پھر شاہ صاحب مجازات (جزاو سزا) کو تکلیف شرعی کا قدرتی تقاضا بتاتے ہیں ان کے نزدیک اس کے چار اسباب ہیں (۱) صورت نوعیہ کا تقاضا (۲) ملا اعلی کے اثرات (۳) شریعت کا مقتضی (۴) نبی کی بعثت کا نتیجہ و تقاضا اور اللہ تعالی کے اس کی قبولیت و نصرت کے فیصلہ کا لازمہ پھر انسانوں میں اپنی جبلت میں اختلاف کی وجہ سے اخلاق و اعمال اور مراتب کمال میں بھی اختلاف ہوتا ہے اس موقع پر شاہ صاحب نے ملکیت اور بہیمیت کے اجتماع ان کے غلبہ و ضعف کے تناسب اور ان کے باہمی تعلق کی نوعیت کی (جن کو وہ تجاذب و اصطلاح کے الفاظ سے ادا کرتے ہیں) آٹھ شکلیں اور ان کے خواص بیان کئے ہیں اور ان میں جن کو ترجیح حاصل ہے اس کا ذکر کیا ہے یہ بحث اور تفریع شاہ صاحب کی قوت استقراء اور ذہانت کا نمونہ اور کتاب کی خصوصیات میں ہے اور ان سے انسانوں کے احوال اور فطرت کا دقیق مطالعہ معلوم ہوتا ہے

اعمال کی اہمیت اور ان کے اثرات

شاہ صاحب اعمال کی اہمیت ان کا ملکات انسانی پر اثر ان اعمال کے دنیا اور آخرت میں اثرات مرتب ہونے کی شکلیں بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اعمال میں (ملا اعلی کی پسندیدگی کی وجہ سے) وہ اثر پیدا ہو جاتا ہے جو ان تعویذوں اور نقوش میں ہوتا ہے جو اپنی ہیئت خاصہ اور شرائط کے ساتھ سلف سے منقول ہیں

اس طرح یہ ابتدائی مباحث کتاب کے مطالعہ کرنے والے کے ذہن کو آگے کے ان مباحث کے لئے تیار کر دیتے ہیں جن کی بنیاد ہی انسان کے نوعی تقاضوں کے سمجھنے، تکلیفات شرعی کے اسباب اور ان پر مرتب ہونے والی مجازات، ربوبیت ورحمت کے تقاضوں اعمال کی اہمیت اور ان کے انسانوں کی ہیئت اجتماعی اور حیات انسانی سے ربط و تعلق اور ان غیبی حقائق اور غیر مرئی عوالم و اشیاء کے وجود کے تسلیم کرنے پر منحصر ہے

ارتفاقات

حجۃ اللہ کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی دوربین نگاہ اور بدلتے ہوئے حالات کے عمیق اور حقیقت پسندانہ مطالعہ نے (تائید الٰہی کی مدد سے) یہ دیکھ لیا تھا کہ جلد وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں ایک طرف لوگ احکام شریعت بالخصوص حدیث و سنت کی تعلیمات اور ارشادات نبوی علیہ السلام کے حکم و اسرار کے سمجھنے کی کوشش کریں گے اور ان کے تمدنی اجتماعی، معاشرتی اور عملی فوائد معلوم کرنا چاہیں گے دوسری طرف وہ دین و زندگی میں ربط معلوم کرنا چاہیں گے اور دینی تعلیمات اور آسمانی ہدایات کو زندگی کے وسیع دائرہ (CANVAS) اور انسانوں کے باہمی روابط اور اسباب و نتائج کے باہمی تعلق کے سیاق و سباق (CONTEXT) میں سمجھنے اور ان کی افادیت معلوم کرنے کی کوشش کریں گے

اس لئے شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغۃ کو جو اصلاً شریعت کے اسرار و حکم اور حدیث و سنت کی عقلی تشریح کے لئے لکھی گئی نظام تشریعی سے شروع کرنے سے پہلے جو ان اوامر و نواہی پر مشتمل ہوتا ہے جن کا اصلاً تعلق ثواب و عقاب نجات و فلاح اخروی اور شاہ صاحب کی اصطلاح میں مبحث البر و الاثم سے ہے کتاب کو ان مباحث سے شروع کیا ہے جن کا تعلق دنیا کے نظام تکوینی اور حیات انسانی سے ہے اور جن کی پابندی سے ایک صحت مند ہیئت اجتماعی اور ایک صالح تمدن وجود میں آتا ہے شاہ صاحب نے اس کے لئے 'ارتفاقات' کی اصطلاح استعمال کی ہے جو ہمارے علم میں اس سے پہلے مسلمان متکلمین فلاسفہ اور علمائے اجتماع نے (کم سے کم اس وضاحت اور تسلسل سے) استعمال نہیں کی

ارتفاق کی اہمیت

ارتفاق سے شاہ صاحب کی مراد افراد کا ایک دوسرے سے جائز انتفاع 'تعاون 'اشتراک عمل اور معتدل و متوازن شہری زندگی کے قیام کے لئے 'تدبیرات نافعہ' ہیں

اس طرح شاہ صاحب نے انسانی سعادت کے انفرادی و اجتماعی دونوں پہلوؤں اور دنیوی واخروی دونوں زندگیوں سے بحث کی ہے شاہ صاحب کے نزدیک یہ نظام تکوینی انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے نظام تشریعی کے نہ صرف مطابق ہونا چاہئے بلکہ اس کے لئے ممد و معاون اور ان کے مقاصد کا خادم بن کر رہنا چاہئے انہوں نے (علمائے اخلاق اور ماہرین اقتصادیات میں) پہلی مرتبہ اقتصادیات و علم المعیشت کا علم الاخلاق سے گہرا ربط ثابت کیا ہے شاہ صاحب کے نزدیک یہ ربط جب ٹوٹ جاتا ہے تو معاشیات اور اخلاقیات دونوں کو شدید بحران سے واسطہ پڑتا ہے جس کا اثر مذہب واخلاق پر سکون زندگی انسانوں کے باہمی روابط اور تمدن و تہذیب سب پر پڑتا ہے ان کے نزدیک انسانوں کے اجتماعی اخلاق اس وقت بالکل برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے ان کو اقتصادی تنگی پر مجبور کردیا جائے اس وقت انسان (جن کے اندر اللہ نے اعلیٰ روحانی ملکات اور ترقی کے امکانات ودیعت فرمائے ہیں) گدھے اور بیل کی طرح سے روٹی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہنے لگتے ہیں اور ہر طرح کی سعادتوں اور ترقیوں سے محروم ہو جاتے ہیں

شہری واجتماعی زندگی کی اہمیت اور ان کی شکلیں

شاہ صاحب شہری اور اجتماعی زندگی کی (جس کے مرکز کو وہ' المدینۃ' سے تعبیر کرتے ہیں) تعریف ایسے علمی انداز میں کرتے ہیں جس سے بہتر اور جامع تعریف اس زمانہ تک (مصنفین و حکماء کے یہاں) نہیں کی گئی تھی' باب سیاسۃ المدینۃ' میں لکھتے ہیں

واعنی بالمدینۃ جماعۃ متقاربۃ تجری بیھم المعاملات و یکونون اھل منازل شتی

المدینہ (شہر) سے ہماری مراد انسانوں کی وہ جماعت ہے جس میں کسی نوع کی قربت ہو اور ان کے درمیان معاملات میں اشتراک ہو اور وہ مختلف ٹھکانوں میں رہتے ہوں

Scanned with CamScanner

۱-ابتدائی اور ضروری جو اہل بادیہ کو بھی حاصل ہوتا ہے
۲-اجتماعی یا ترقی یافتہ جو اہل مصر (شہریت و تمدن والوں کو) حاصل ہوتا ہے
ان دو کے بعد تیسری قسم آتی ہے وہ سیاست وانتظام کی ہے پھر اس کے نتیجہ میں چوتھی قسم خلافت عامہ کی ہے ارتفاق اربع میں شاہ صاحب اہل اقالیم (ملک کے متفرق اور دور دراز علاقوں) کے باہمی ربط کی حفاظت پر زور دیتے ہیں یہ ربط (مختلف علاقوں کے درمیان) اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ایک شہر کے افراد کے درمیان ابتدائی اور محدود حالت میں ضروری تھا

مکاسب اور وجوہ معاش کی محمود و مذموم شکلیں

ارتفاقات کے سلسلہ میں حصول مکاسب اور وجوہ معاش بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب غیر طبعی اور غیر اخلاقی ذرائع معاش کا ذکر فراموش نہیں کرتے فرماتے ہیں

وبقيت نفوس اعيت بهم المذاهب الصالحة فانحدروا الى اكساب ضارة بالمدينة كالسرقة والقمار والتكدى بہت سی طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو جائز اور صحت مند راستوں سے کسب معیشت مشکل معلوم ہوتا ہے تو وہ ایسے ذرائع معاش کی پستی کی طرف اتر آتی ہے جو شہری واجتماعی زندگی کے لئے ضرر رساں ہوتے ہیں مثلاً چوری، جوا، دریوزہ گری (بھیک مانگنا) اور غیر قانونی واخلاقی طریقہ مبادلہ

اس موضوع ارتفاقات کے باب میں شاہ صاحب کے قلم سے بعض ایسے حقائق نکل گئے ہیں جن سے تمدن و معاشرہ اور انسانیت کے عروج وزوال کی تاریخ پر ان کی گہری نظر معلوم ہوتی ہے فرماتے ہیں

كلما رقت النفوس و امعنت فى حب اللذة الرفاهية تفرعت حواشى المكاسب واختص كل رجل بكسب

جب طبیعتوں میں غیر طبعی نزاکت حد اعتدال سے بڑھی ہوئی لذت پسندی اور غلو کی حد تک پہنچی ہوئی خوشحالی اور فارغ البالی پیدا ہو جاتی ہے تو کسب معیشت کی باریکیاں اور ذیلی قسمیں

پیدا ہو جاتی ہیں اور ہر شخص ایک خاص ذریعہ معاش کا اجارہ دار بن جاتا ہے

شاہ صاحب شہری زندگی کو نقصان پہنچانے والی چیزوں میں اس کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ سب اہل شہر ایک ہی ذریعہ معاش اختیار کر لیں مثلاً سب تجارت شروع کر دیں زراعت چھوڑ دیں یا جنگ کے ذریعہ کسب معاش حاصل کریں ان کے نزدیک زراعت بمنزلہ طعام کے ہے اور صنعت و تجارت اور نظم و نسق بمنزلہ نمک کے ہے اسی سلسلہ میں شاہ صاحب ایک بڑے نکتہ کی بات لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ملک کی تباہی کے اس زمانہ میں دو بڑے سبب ہیں

۱-بیت المال پر بغیر کسی محنت کے بار بننا

۲-اہل زراعت و تجارت اور اہل حرفہ و اہل ہنر پر بھاری ٹیکس لگانا آخر میں فرماتے ہیں

فیلتنبه اهل الزمان لهذه النکتة

ہمارے زمانہ کے لوگوں کو اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہئے اور ہوشیار ہو جانا چاہئے

تمدن و معاشرہ میں فساد پیدا کرنے والے اسباب میں شاہ صاحب تفریحات کی کثرت کو بھی شمار کرتے ہیں جس سے معاش و معاد دونوں تغافل کا شکار ہوتے ہیں ان میں شطرنج میں انہماک، شکار کی کثرت اور کبوتر پالنے کو شامل کرتے ہیں اسی طرح سے اخلاقی جرائم اور ایسے اعمال کو برداشت کرنا جن کو عام طور پر سلیم الفطرت لوگ اپنی ذات کے لئے برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور ان کو تمدن کے لئے مضر سمجھتے ہیں ان کے نزدیک اس سے حکومتوں کا زوال ظہور میں آتا ہے

سعادت اور اس کے اصول چہار گانہ

کتاب کا مبحث رابع مبحث السعادۃ ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ سعادت کا حصول انسان کے لئے سب سے اہم ہے اور وہ تہذیب نفس اور قوت بہیمیہ کو قوت ملکیہ کے تابع بنانے سے حاصل ہوتی ہے

شاہ صاحب کے نزدیک سعادت کے اصل اصول چار ہیں جن کے لئے انبیاء کی بعثت ہوئی اور ان کی تفصیل شرائع سماوی ہیں یہ در حقیقت ادیان وشرائع کی بنیادی شعبوں کے جامع عنوانات اور مقاصد بعثت کی تکمیل کے موثر ذرائع ہیں

۱۔ طہارت (جسمانی پاکیزگی جو انسان کو توجہ الی اللہ و تعلق باللہ کے لئے تیار کر دیتی ہے)

۲۔ اخبات الی اللہ تعالیٰ (انابت و توجہ الی اللہ اور عجز و تواضع)

۳۔ سماحت، مکارم اخلاق و معالی امور

۴۔ عدالت (ایسا نفسانی ملکہ جس کے افعال کی وجہ سے شہر و قوم کا انتظام بسہولت قائم ہو جاتا ہے)

اس طرح شاہ صاحب نے انسان کی شخصیت کی تکمیل تعلق مع اللہ کی تحصیل اور ایک صحت مند اور متعاون معاشرہ کی تشکیل کی بنیادوں پر روشنی ڈالی ہے جو شریعت آسمانی اور بعثت انبیاء کے مقاصد میں ہے

اس کے بعد ان خصال اربعہ کے اکتساب کا طریقہ بتایا ہے پھر ان حجابات کا ذکر کیا ہے جو فطرت کے ظہور سے مانع ہیں ان میں تین قسموں کو لیا ہے (۱) حجاب الطبع (بشری و نفسانی تقاضوں کا غلبہ) (۲) حجاب الرسم (خارجی حالات و ماحول کا مضر اثر (۳) حجاب سوء المعرفۃ (غلط تعلیم و تربیت اور پھیلے ہوئے فاسد عقائد کا اثر) پھر ان کے رفع کرنے کے طریقے بتائے ہیں

عقائد و عبادات

کتاب کا اصل مضمون المبحث الخامس مبحث البر و الاثم سے شروع ہوتا ہے حقیقت میں کتاب کا یہی موضوع و مقصد ہے

اصول بر میں شاہ صاحب نے سب سے پہلے توحید کو لیا ہے اس لئے کہ اسی پر اخبات و انابت کا انحصار ہے جو سعادت کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اس سلسلہ میں

شاہ صاحب نے توحید کے چار مراتب بیان کئے ہیں اور مشرکین عرب کے شرک کی
واضح کی ہے توحید کے بعد صفات خداوندی پر ایمان ایمان بالقدر اور شعائر اللہ کی تعظیم
(جن میں شاہ صاحب کے نزدیک قرآن کعبہ نبی اور صلوٰۃ سب سے واضح اور اہم شعائر
ذکر کے بعد شاہ صاحب عبادات و فرائض پر آجاتے ہیں اور وضوء غسل کے اسرار اسرار
الصلاۃ' اسرار الزکاۃ. اسرار الصوم اور اسرار الحج پر اجمالی طور پر بحث کرتے ہیں یہ مباحث
اگرچہ اصولی اور اجمالی ہیں پھر بھی ان میں بعض ایسے نکتے آگئے ہیں جن کا دوسری جگہ
مشکل ہے

مثلاً اسرار الصلاۃ میں شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سعادت کا یہ طریقہ اوضاع ثلاثہ
قیام رکوع سجود کا جامع ہے اس میں بجائے اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف منتقل ہونے کے ادنیٰ
اعلیٰ کی طرف (قیام سے رکوع' رکوع سے سجود کی طرف) ترقی رکھی گئی ہے اور یہی عقل
فطرت کے مطابق ہے پھر شاہ صاحب نے عبادات کے سلسلہ میں اللہ کی عظمت میں
مراقبہ اور دوام ذکر پر اقتصار نہ کرنے کی (جو اشراقیین' حکماء اور ہندو سناسیوں کا طریقہ رہا
ہے اور بعض بے قید صوفیوں نے بھی اس کو اختیار کیا) وجہ بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ
مراقبہ انہیں لوگوں کے لئے ممکن و مفید تھا جن کی طبیعتیں ان سے مناسبت رکھتی تھیں
اور وہ ان کے ذریعہ سے ترقی کر سکتے تھے نماز فکر و عمل ذہنی توجہ اور جسمانی مشغولیت کا
معجون مرکب ہے وہ ہر طبقہ کے لئے مفید اور تریاق قوی الاثر ہے' غوائل رسم (ماحول کے
خراب اثرات) سے نفع دینے اور طبیعت کے عقل کے تابع ہونے کی مشق کے لئے نماز سے
زیادہ کوئی مفید و مؤثر طریقہ نہیں

جہاں تک روزہ و حج کا تعلق ہے ان کے بارہ میں اگرچہ اس مبحث میں بھی اشارے
کئے گئے ہیں لیکن کتاب کے حصہ دوم میں ان کے مقاصد اور اسرار و حکمتوں پر جو لکھا گیا ہے
اس کی نظیر اس سے پہلے کسی کتاب میں دیکھنے میں نہیں آئی اس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے

Scanned with CamScanner

جگہ آئے گا

وہ بلدہ المدینہ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں

ہی الحکمۃ الباحثۃ عن کیفیۃ حفظ الربط الواقع بین اھل المدینۃ

یاست مدن سے ہماری مراد وہ حکمت ہے جو اس شہری زندگی کے افراد کے درمیان اس ربط و تعلق

کی حفاظت کے طریقوں سے بحث کرے جو ان کے درمیان موجود ہے

پھر اس تمدنی زندگی یا المدینہ کی مزید تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

المدینۃ شخص واحد من جھۃ ذالک الربط مرکب من اجزاء وھیئۃ اجتماعیۃ

شہر کو اس ربط کی وجہ سے جو اس کے افراد کے درمیان پایا جاتا ہے شخص واحد تصور کرنا چاہئے جو

مختلف اجزاء اور ایک ہیئت اجتماعیہ سے مرکب ہے

ان کے نزدیک ارتفاق کی دو قسمیں ہیں

سیاسیات ملی اور انبیاء کی ضرورت

المبحث السادس کا عنوان "مبحث السیاسات الملیۃ" ہے یہ کتاب کا بہت اہم مبحث ہے اس کے پہلے باب میں شاہ صاحب نے بڑی نکتہ سنجی اور حقیقت پسندی کے ساتھ بتایا ہے کہ انسانی نسلوں کو ہادیان طریق اور مقیمین ملل (انبیاء) کی ضرورت کیوں پیش آتی رہی ہے اس کے لئے ان کی فطرت سلیم اور عقل عام کیوں کافی نہیں تھی؟ پھر اس گروہ کے صفات اور ضروری شرائط سے بحث کی ہے اور یہ کہ وہ کب اور کس طرح اپنے مقصد کی تکمیل کر سکتا اور اس میں کامیاب ہو سکتا ہے یہ باب علم الکلام کی کتابوں میں اثبات نبوت کی عام بحثوں سے بالکل الگ نظر آتا ہے اور اس میں عقل عام اور عقل سلیم کو مطمئن کرنے کا وہ سامان ہے جو علم کلام اور عقائد کی کتابوں میں عام طور پر نہیں ملتا اس مبحث میں منصب نبوت اور اس کے خواص پر جو باب ہے وہ شاہ صاحب کی روح شریعت اور حقیقت مزاج نبوت سے واقفیت نفس انسانی کے گہرے مطالعہ اور اخلاق کے اندرونی سرچشموں سے

Scanned with CamScanner

باخبری پر دلالت کرتا ہے اس باب میں بعثت انبیاء کے اسباب سے تفصیل سے بحث کی گئی ہے

بعثت مقرونہ

شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ سب سے کامل بعثت اس نبی کی ہوتی ہے جس کی بعثت "مقرون" ہوتی ہے، یعنی اس کی بعثت کے ساتھ ایک پوری قوم تبلیغ ودعوت پر مامور اور اس کے فیض صحبت سے تیار ہو کر دوسرے انسانون کی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بنتی ہے 'نبی کی بعثت بالاصالت ہوتی ہے (اور اس کو نبوت کہتے ہیں) امت کی ماموریت اور تفویض خدمت کی نوعیت بالواسطہ وبالنیابہ ہوتی ہے 'آنحضرت ﷺ کی بعثت ایسی ہی جامع بعثت تھی جسکے ساتھ ایک پوری امت کو آپ کے منصب نبوت کی خدمت واشاعت کے لئے 'جارحہ' اور آلہ کار بنایا گیا اور اس کے لئے بعثت اور بعثت کے ہم معنی الفاظ استعمال کئے گئے ہیں 'قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر (آل عمران - ١١٠)

جتنی امتیں پیدا ہویں تم ان میں سب سے بہتر ہو لوگوں کو نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بری کاموں سے منع کرتے ہو۔

اور حدیث میں بعثت ہی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے آپ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا

فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين

تم تیسیر (آسانی پیدا کرنے کے لئے) پیدا کئے گئے ہو تعسیر (مشکلات پیدا کرنے کے لئے) نہیں مبعوث کئے گئے ہو۔

اس باب کا خاص مضمون وہ ہے جس میں انبیاء علیہم السلام کی سیرت اور ان کے مذاق ومزاج اور ان کے طریق دعوت اور طرز خطاب و تفہیم کو بیان کیا گیا ہے اس سے شاہ صاحب کی

Scanned with CamScanner

دقیق النظری اور خصائص نبوت اور انبیاء کے گہرے مطالعہ اور قرآن مجید کے عمیق تدبر کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایرانی ورومی تمدن میں اخلاقی وایمانی قدروں کی پامالی اور انسانیت کی زبوں حالی

عہد جاہلیت اگرچہ عرب کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔وہ ایک عالمگیر اعتقادی، اخلاقی، معاشرتی اور اقتصادی وسیاسی بحران تھا جو ساری دنیا پر محیط تھا۔لیکن ایرانی اور رومی اس کے قائد اور اصل ذمہ دار تھے کہ انہیں کا تمدن اس وقت دنیا میں معیاری سمجھا جاتا تھا اور اسی کی تقلید ہر جگہ کی جاتی تھی اور انہیں کے ممالک کو مرکزی شہر اور معاشرہ سب سے زیادہ اس کی زد میں تھا۔

اس صورت حال کا جو نقشہ شاہ صاحب نے کھینچا ہے، اور اس کے جو اسباب بیان کئے ہیں اس سے بہتر نقشہ سیرت وتاریخ کی کسی کتاب میں جو دور ماضی میں لکھی گئی اور فلسفہ تاریخ اور علوم عمرانیہ کے کسی فاضل کے قلم سے دیکھنے میں نہیں آیا یہاں پر آکر شاہ صاحب کا قلم اپنے پورے جوہر دکھاتا ہے اور ان کی قوت تحریر اور حسن انشاء اپنے نقطہ عروج پر نظر آتا ہے

یہ مضمون یہاں نقل کیا جاتا ہے کہ اس سے شاہ صاحب کی تاریخ پر گہری نظر حقیقت تک پہنچنے کی صلاحیت اور صورت حال کے صحیح تجزیہ کی خداداد قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"صدیوں سے آزادانہ حکومت کرتے کرتے اور دنیا کی لذتوں میں منہمک رہنے' آخرت کو یکسر بھول جانے اور شیطان کے پورے اثر میں آجانے کی وجہ سے ایرانیوں اور رومیوں نے زندگی کی آسانیوں اور سامان راحت میں بڑی موشگافی اور نازک خیالی پیدا کرلی

تھی اور اس میں ہر قسم کی ترقی اور نفاست میں ایک دوسرے سے سبق لے جانے اور فخر کرنے کی کوشش کرتے تھے دنیا کے مختلف گوشوں سے ان مرکزوں میں بڑے بڑے صناع؛ اہل ہنر اور اہل کمال جمع ہو گئیت ھے جو اس سامانا آرائش و راحت میں نزاکتیں پیدا کرتے تھے اور نئی نئی تراش خراش نکالتے تھے ان پر عمل فوراً شروع ہو جاتا تھا اور اسمیں برابر اضافے اور جدتیں ہوتی رہتی تھیں اور ان باتوں پر فخر کیا جاتا تھا زندگی کا معیار اتنابلند ہو گیا تھا کہ امراء میں سے کسی کا ایک لاکھ درہم سے کم کا ٹپکا باندھنا اور تاج پہننا سخت معیوب تھا اگر کسی کے پاس عالی شاہ محل، فوارہ، حمام، باغات، خوش خوراک اور تیار جانور، خوش رو جوان اور غلام نہ ہوتے، کھانے میں تکلفات اور لباس و پوشاک میں تحمل نہ ہوتا تو ہم چشموں میں اس کی کوئی عزت نہ ہوتی اس کی تفصیل بہت طویل ہے اپنے ملک کے بادشاہوں کا جو حال دیکھتے اور جانتے ہو اس سے قیاس کر سکتے ہو

یہ تمام تکلفات ان کی زندگی اور معاشرت کا جز بن گئیت ھے اور ان کید لوں میں اس طرح رچ بس گئے تھے کہ کسی طرح نکل نہیں سکتے تھے اس کی وجہ سے ایک ایسالا علاج مرض پیدا ہو گیا تھا جو ان کی پوری شہری زندگی اور ان کے پورے نظام تمدن میں سرایت کر گیا تھا۔ یہ ایک مصیبت عظمی تھی جس سے عام و خاص اور امیرانہ زندگی ایسی مسلط ہو گئی تھی جس نے اس کو زندگی سے عاجز کر دیا تھا اور اس کے سر پر غم و افکار کا ایک پہاڑ ہر وقت رکھا رہتا تھا۔

بات یہ تھی کہ یہ تکلفات بیش قرار رقمیں صرف کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے تھے اور یہ رقمیں اور بے پایاں دولت کاشتکاروں، تاجروں اور دوسرے پیشہ وروں پر محصول اور ٹیکس بڑھانے اور ان پر تنگی کئے بغیر دستیاب نہیں ہو سکتی تھیں اگر وہ ان مطالبات کے ادا کرنے سے انکار کرتے تو ان سے جنگ کی جاتی اور ان کو سزائیں دی جاتیں اور اگر وہ تعمیل کرتے تو ان کو گدھے اور بیلوں کی طرح بنا لیتے جن سے آب پاشی اور کاشت کاری میں کام لیا

جاتا اور صرف خدمت کرنے کے لئے ان کو پالا جاتا ہے اور محنت و مشقت سے ان کو کسی وقت چھٹی نہیں ملتی۔

اس پر مشقت اور حیوانی زندگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو کسی وقت سر اٹھانے اور سعادت اخروی کا خیال بھی کرنے کا موقعہ اور مہلت نہیں ملتی تھی بسااوقات پورے پورے ملک میں ایک فرد بشر بھی ایسا نہ ملتا جس کو اپنے دین کی فکر اور اہمیت ہوتی

بعض دوسری مفید بحثیں

اس کے بعد یہ بحث آتی ہے کہ دین کی اصل ایک ہے اور شرائع مناہج میں کسی خاص عصر و قوم کی رعایت سے اختلاف ہوتا ہے پھر اسکی تشریح فرماتے ہیں کہ دین کی ایک اصل ہونے کے باوجود ان مناہج پر مؤاخذہ کیوں ہوتا ہے ؟

تیسیر' ترغیب و ترہیب کے اسرار وغیرہ کی ذیلی بحثوں کے بعد شاہ صاحب ایسے دین کی ضرورت ثابت فرماتے ہیں جو تمام ادیان کا ناسخ ہو اور یہ کہ دین کو تحریف سے کیسے بچایا جاسکتا ہے تحریف کن کن دروازوں اور ناکوں سے دین میں داخل ہوتی ہے وہ کن کن شکلوں میں جلوہ گر ہوتی ہے اور کیسے کیسے قلب اختیار کرتی ہے ؟ اور شریعت نے اس کے سدباب کے لئے کیا راستے اختیار کئے ہیں اور کیا انتظامات کئے ہیں ؟ پھر تفصیل سے بیان کیا ہے کہ عہد بعثت میں عہد جاہلیت کا کیا حال تھا جس کی آنحضرت ﷺ نے اصلاح فرمائی ؟

حدیث و سنت کا مقام اور ان کے بارہ میں امت کا طرز عمل

مبحث سابع کا عنوان ہے "مبحث الشرائع من حدیث النبی ﷺ یہاں پر وہ مباحث آتے ہیں جن کا براہ راست حدیث و سنت کے فہم اس سے استنباط مسائل 'علوم نبویؐ کے اقسام نیز ان سے شریعت کے اخذ کی کیفیات اور طریقوں کتب حدیث کے طبقات 'کتاب و سنت سے شرعی مطالب کے اخذ کے طریقوں اور مختلف احادیث میں جمع و تطبیق یا ترجیح سے تعلق

ہے اس سلسلہ میں غایت نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی سے بحث کرتے ہوئے شاہ صاحب فروع میں صحابہؓ اور تابعین کے اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہیں ان کی مثالیں دینے کے بعد فقہاء کے مذاہب میں اختلاف اور اہل حدیث واصحاب الرائے کے اختلاف کے فرق کو بیان کرتے ہیں چوتھی صدی سے پہلے اور اس کے بعد لوگوں کے مسائل دریافت کرنے اور ان پر عمل کرنے اور اس بارے میں عوام وخواص کا رویہ اور طرز کیا تھا؟ اس کی تفصیل سے وضاحت فرماتے ہیں جو بڑی دقیق و عمیق بحثوں پر مشتمل ہے اور جن کا علم کلام یا اصول فقہ کی کسی کتاب میں ملنا بہت مشکل ہے

فرائض وارکان کے اسرار و حکم

شاہ صاحب نے عقائد سے لے کر عبادات، معاملات، احسان وتزکیہ، مقامات واحوال، کسب معیشت کے طرق، تبرع وتعاون، تدبیر منزل، خلافت، قضا، جہاد، آداب طعام، آداب صحبت، معاشرت اور آخر میں فتن، حوادث مابعد اور علامات قیامت تک کی احادیث سے ابواب کے اسرار و مقاصد اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ ان مسائل کا ربط زندگی، تمدن اور اخلاقیات سے کہیں ٹوٹنے نہیں پاتا اور حقیقت میں کتاب کا یہی مرکزی مضمون ہے، شاہ صاحب کا منشا تھا کہ حدیث کی تدریس انہیں حکم واسرار کی روشنی میں عمل واخلاق، تمدن ومعاشرت، انسانی سعادت اور باہمی روابط کے تعلق کے ساتھ ہو تاکہ ان کا زندگی، عمل واخلاق، تمدن و معاشرت پر پورا اثر پڑے، عقل ونقل کا تطابق ثابت ہو اور معترضین کو ان پر اعتراض کرنے اور حدیث وسنت کی قیمت وافادیت اور ان کی اہمیت وضرورت کو کم کرنے (جس کو شاہ صاحبؒ کی دوربین اور حقیقت رس نگاہ نے دیکھ لیا تھا) اور ذہنی انتشار پیدا کرنے کا موقعہ نہ ملے، عملی ارکان اور فرائض چہارگانہ پر شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ انہیں کا حصہ اور حجۃ اللہ کے خصائص میں سے ہے یہاں بطور نمونہ کے صرف روزہ (صیام) اور حج کے مقاصد و اسرار اور ان کی اسلامی و شرعی شکل کی حکمت پر شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کو پیش کیا

Scanned with CamScanner

ہے اس سلسلہ میں غایت نکتہ سنجی اور دقیقہ رسی سے بحث کرتے ہوئے شاہ صاحب فروع میں صحابہؓ اور تابعین کے اختلاف کے اسباب بیان کرتے ہیں ان کی مثالیں دینے کے بعد فقہاء کے مذاہب میں اختلاف اور اہل حدیث واصحاب الرائے کے اختلاف کے فرق کو بیان کرتے ہیں چوتھی صدی سے پہلے اور اس کے بعد لوگوں کے مسائل دریافت کرنے اور ان پر عمل کرنے اور اس بارے میں عوام وخواص کا رویہ اور طرز کیا تھا؟ اس کی تفصیل سے وضاحت فرماتے ہیں جو بڑی دقیق وعمیق بحثوں پر مشتمل ہے اور جن کا علم کلام یا اصول فقہ کی کسی کتاب میں ملنا بہت مشکل ہے

فرائض وارکان کے اسرار وحکم

شاہ صاحب نے عقائد سے لے کر عبادات' معاملات' احسان وتزکیہ' مقامات واحوال' کسب معیشت کے طرق' تبرع وتعاون' تدبیر منزل' خلافت' قضا' جہاد' آداب طعام' آداب صحبت' معاشرت اور آخر میں فتن' حوادث مابعد اور علامات قیامت تک کی احادیث سے ابواب کے اسرار ومقاصد اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ ان مسائل کا ربط زندگی' تمدن اور اخلاقیات سے کہیں ٹوٹنے نہیں پاتا اور حقیقت میں کتاب کا یہی مرکزی مضمون ہے' شاہ صاحب کا منشا تھا کہ حدیث کی تدریس انہیں حکم واسرار کی روشنی میں عمل واخلاق' تمدن ومعاشرت' انسانی سعادت اور باہمی روابط کے تعلق کے ساتھ ہو تا کہ ان کا زندگی' عمل واخلاق' تمدن و معاشرت پر پورا اثر پڑے' عقل ونقل کا تطابق ثابت ہو اور معترضین کو ان پر اعتراض کرنے اور حدیث وسنت کی قیمت وافادیت اور ان کی اہمیت وضرورت کو کم کرنے (جس کو شاہ صاحبؒ کی دور بین اور حقیقت رس نگاہ نے دیکھ لیا تھا) اور ذہنی انتشار پیدا کرنے کا موقعہ نہ ملے' عملی ارکان اور فرائض چہارگانہ پر شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ انہیں کا حصہ اور حجۃ اللہ کے خصائص میں سے ہے یہاں بطور نمونہ کے صرف روزہ (صیام) اور حج کے مقاصد و اسرار اور ان کی اسلامی وشرعی شکل کی حکمت پر شاہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کو پیش کیا

Scanned with CamScanner

جاتا ہے۔

صوم پر کلام کرتے ہوئے اور اس کی مقدار اور روزوں کی تعداد کے تعین کی حکمت (جو شریعت اسلامی کے ساتھ مخصوص ہے) اور اس کے شرعی احکام پر گفتگو کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"روزہ میں (وقت اور تعداد و مقدار کا) اختیار دے دینے سے تاویل اور فرار کا دروازہ کھل جائے گا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اسلام کی یہ سب سے بڑی اطاعت غفلت کا شکار ہو جائے گی

اس کے بعد اس کی مقدار و تعداد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"اس کی (مدت کی) تعیین بھی ضروری تھی تاکہ اس میں افراط و تفریط کا موقعہ نہ ہو اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی اس پر اتنا عمل کرتا کہ جس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا اور کوئی اثر مرتب نہ ہوتا اور کوئی اتنے غلو سے کام لیتا اور اتنی کثرت کرتا کہ اس کی ناطاقتی اور کمزوری حد کو پہنچ جاتی اور وہ نیم مردہ ہو کر رہ جاتا اصل میں روزہ تریاق ہے جو نفس کے زہر کو مارنے کے لئے مہیا کیا جاتا ہے اس لئے اس میں ضرورت کی رعایت ضروری ہے

پھر روزہ کی دونوں قسموں (یعنی ایک وہ روزہ جس میں کھانے پینے اور ان تمام چیزوں سے جو روزہ کے منافی ہیں مکمل پرہیز کیا جاتا ہے اور دوسرے وہ روزہ جس میں بعض چیزوں سے پرہیز کیا جاتا ہے اور بعض سے نہیں) کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے اول الذکر کو ترجیح دیتے ہیں اور تجربہ، تحلیل علمی اور علم النفس کی روشنی میں اس کی افضلیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"تقلیل غذا کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ خوراک کی مقدار کو کم کر دیا جائے دوسرے یہ کہ کھانوں کے درمیان وقفہ اتنا طویل کر دیا جائے کہ یہ مقصد پورا ہو سکے، شریعت میں یہی آخر الذکر صورت اختیار کی گئی ہے اس لئے کہ اس سے بھوک اور پیاس کا صحیح اندازہ ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

حیوانی خواہشات پر چوٹ پڑتی ہے اور محسوس طور پر نظر آتا ہے کہ اس میں کمی آئی ہے اس کے بر خلاف اول الذکر صورت مین قبل اس کے کہ آدمی پر کوئی خاص اثر مرتب ہو غذا کے تسلسل کی وجہ سے یہ بات پیدا نہیں ہوپاتی دوسرے یہ کہ اول الذکر کے لئے کوئی عمومی قانون بنانا بہت مشکل بات ہے اس لئے کہ لوگ مختلف حالات رکھتے ہیں ایک آدمی ایک پاؤ کھاتا ہے دوسرا آدھ سیر کھاتا ہے' چنانچہ اس قسم کے تعین سے اگر ایک کا بھلا ہو گا تو دوسرے کا نقصان بھی ہوگا

وہ کہتے ہیں کہ اس تعین اور اوقات کی پابندی میں اعتدال ضروری ہے لکھتے ہیں

یہ بھی ضروری تھا کہ یہ مدت تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کرنے والی نہ ہو مثلاً تین دن تین راتیں اس لئے کہ یہ شریعت کے موضوع سے خارج اور اس کے مقصد کے خلاف ہے اور عام طور پر اس پر عمل بھی ناممکن ہے

حج کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل منفرد اور یگانہ حث ہے شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (حج کے مقاصد میں) اس میراث کی حفاظت بھی ہے جو سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسماعیل نے ہمارے لئے چھوڑی ہے اس لئے کہ یہ دونوں ملت حنیفی کے امام اور عرب میں اس کے موسس اور بانی کہے جا سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کی بعثت بھی اسی لئے ہوئی تھی کہ ملت حنیفی آپؐ کے ذریعہ دنیا میں غالب آئے اور اس کا پرچم بلند ہو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ملۃ ابیکم ابراہیم (ملت ہے تمہارے باپ ابراہیم کی)

اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس ملت کے امام سے جو چیزیں ہم کو ورثہ میں ملی ہیں مثلاً خصائل فطرت اور مناسک حج اس کی ہم حفاظت کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

قفوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث من ارث ابیکم

اپنے مشاعر (مقامات حج) پر ٹھہرو اس لئے کہ تم اپنے باپ کی ایک وراثت کے وارث ہو نیز

Scanned with CamScanner

اس کی ایک دوسری حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"جس طرح حکومت کو ہر تھوڑے عرصہ کے بعد ایک عام جائزہ اور معائنہ کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ کون وفادار ہے کون باغی کون فرض شناس ہے کون کام چور؟ نیز اس کے ذریعہ اس کی ایمانداری کی شہرت ہو اور اس کا نام اونچا ہے اس کے کارندے اور باشندے ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اسی طرح ملت کو حج کی ضرورت ہے تاکہ منافق و غیر منافق میں تمیز ہو سکے اللہ تعالی کے دین میں اور اللہ تعالی کے دربار میں جوق جوق جماعتیں حاضر ہوں' لوگ ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اور ہر شخص اس چیز میں جو اس کے پاس نہیں ہے دوسرے سے استفادہ کرے اس لئے کہ بہترین و مرغوب اشیاء بالعموم صحبت ورفاقت سے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہی حاصل ہوتی ہیں

نیز وہ فرماتے ہیں

"حج چونکہ ایک ایسا موقع ہے جس میں سبھی جمع ہوتے ہیں اس لئے وہ غلط قسم کے رسوم سے حفاظت کے لئے بہت مفید ہے ملت کے اپنے اماموں اور پیشواؤں کے حالات یاد کرنے اور ان کی اتباع کا جذبہ دل میں پیدا کرنے کے لئے کوئی چیز اس درجہ کی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

"(حج کے) مقاصد میں وہ بات بھی ہے جس کے لئے حکومتیں نمائش یا سرکاری جشن کیا کرتی ہیں جس کو دیکھنے کے لئے قریب و دور ہر جگہ کے آدمی جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اپنی حکومت اور اپنی ملت کی تعلیمات سے آشنا ہوتے ہیں اور اس کے مقدس مقامات کی تعظیم بجالاتے ہیں اسی طرح حج مسلمانوں کی نمائش یا سرکاری جشن ہے جس میں ان کی شوکت ظاہر ہوتی ہے ان کی قوتیں مجتمع ہوتی ہیں ان کی ملت کا نام روشن ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

واذ جعلنا البيت مثابة للناس وامنا

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے خانہ (کعبہ) کو لوگوں کے لئے ایک مقام رجوع اور مقام امن مقرر کیا

کتاب کی جامعیت

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ فقہ' حدیث' عقائد' عبادات و معاملات سے تعلق رکھنے والے ابواب و مباحث کے ماسوا اس میں تدبیر منزل' خلافت و قضا' ابواب معیشت اور آداب صحبت کے مباحث بھی ہیں' جو اخلاق و معاشرت اور تمدن و معیشت سے تعلق رکھتے ہیں اور عام طور پر کسی فقہی یا کلامی کتاب میں ان کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

احسان و تزکیہ نفس

پھر اس پر مستزاد شاہ صاحب نے اس میں حدیث و سیرت کی روشنی میں احسان و تزکیہ کا ایسا نظام مرتب کر کے پیش کر دیا ہے جس پر چل کر انسان قرب خداوندی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج' مراتب ولایت اور مقامات و احوال تک پہنچ سکتا ہے احسان کا یہ باب کتاب کے صفحہ ٦٦ سے صفحہ ١٠١ تک پھیلا ہوا ہے اس باب میں شاہ صاحب نے انہیں وسائل سے بحث کی ہے جو احادیث صحیحہ میں آئے ہیں صرف ان میں استحضار' عزم و نیت اور کیفیات باطنی اور قالب کے ساتھ روح کی طرف توجہ کرنے پر زور دیا ہے ساتھ ہی ساتھ ان عوارض و امراض کا جو پیش آتے رہتے ہیں علاج انہیں طرق مشروعہ اور انہیں فرائض و عبادات و اذکار سے تجویز کیا ہے اس کے ساتھ اخلاق رذیلہ کے علاج اور اخلاق فاضلہ کے حصول کا طریقہ بھی شریعت و سنت کے منصوص طریقوں سے بتایا ہے۔

اس مبحث میں اذکار ماثورہ' ادعیہ مشروعہ اور استغفار کے اہم صیغے بھی جمع کر

دیئے ہیں اور مؤثر اور مقبول دعا کا طریقہ اور اس کے شرائط بھی بتائے ہیں اس سلسلہ میں طبی
تقاضوں اور زندگی کی ضرورتوں اور دینی اعمال کو نیت کے استحضار کے ساتھ ادا کرنے پر زو
دیا ہے اور ان کے اثر و کیفیت کے جدا ہونے کو واضح کیا ہے فرماتے ہیں

اعلم ان النیة روح و العبادة جسد ' ولا حیاة للجسدبدون الروح ' والرو
لهاحیاة بعد مفارقة البدن ' ولکن لایظهر اثار الحیاة کاملة بدونه

یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ نیت روح ہے اور عبادت جسد' جسد کی حیات روح کے بغیر ممکن
نہیں' روح بدن کی مفارقت کے بعد بھی زندہ رہتی ہے' لیکن آثار حیات کا کامل طور پر بدا
کے بغیر ظہور نہیں ہوتا۔

ولذلک قال الله تعالیٰ لن ینال الله لحومها ولا دمآؤها ولکن یناله التق
منکمؕ (الحج - ٣٧)

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تک ان قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچیں گے وہا
پہنچنے والی چیز تمہارا تقویٰ ہے

وقال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انما الاعمال بالنیات

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیات پر ہے

پھر نیت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں

واعنی بالنیة المعنی الباعث علی العمل من التصدیق بما اخبر به الل
علی السنة الرسل من ثواب المطیع و عقاب العاصی اوحب امتثال
حکم الله فینما امرونهی

نیت سے ہماری مراد تصدیق کی وہ ذہنی کیفیت ہے جو اس عمل پر آمادہ کرے' تصدیق
بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعہ اطاعت کرنے والے کو ثواب اور نافرمانی کر
والے کو سزا کا جو وعدہ کیا ہے وہ اس حکم کی تعمیل اور اس معصیت سے احراز کا سبب ہے

Scanned with CamScanner

اس باب کے آخر میں شاہ صاحب نے اخلاق فاضلہ کے حصول، حقوق العباد کی ادائیگی اور حسن معاشرت کے سلسلہ میں کچھ حدیثوں کا انتخاب فرما کر نقل کر دیا ہے جن پر عمل کرنے سے انسان احسان وتزکیہ کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ سکتا ہے پھر ان مقامات واحوال کا ذکر کیا ہے جو احسان وتزکیہ کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں اور نور باطنی، قلب کی بیداری و نفس کی صفائی، رضائے خداوندی اور ملا اعلیٰ کی تائید ومسرت کا نتیجہ ہیں

جہاد

اس کتاب میں جہاد پر بھی پورا ایک باب ہے اور اس کو شاہ صاحب نے ان فکر انگیز اور چونکا دینے والے الفاظ سے شروع کیا ہے، جو ادیان و ملل کی پوری تاریخ، مقاصد خلق انسانی اور خالق کائنات کے نظام مطلوب پر گہری نظر رکھنے والا عارف ہی لکھ سکتا ہے

اعلم ان اتم الشرائع و اکمل النوا میس ھو الشرع الذی یؤمر فیه بالجهاد

یاد رکھو کہ مکمل ترین شریعت اور کامل ترین قانون وہ شریعت ہے جس میں جہاد کا حکم دیا گیا ہو

اس کے بعد اس کی تشریح کی ہے اس کو عقلاً نقلاً ثابت کیا ہے پھر فضائل جہاد کے اصول واسباب بیان کئے ہیں

غرض یہ کتاب اپنی جامعیت، عمق، دین وشریعت کی وسیع لیکن مربوط ترجمانی اور ان صدہا بیش قیمت نکات وتحقیقات کی بناء پر جو کتاب کے صفحات پر جابجا پھیلے ہوئے ہیں، اسلامی کتاب خانہ میں متعدد حیثیتوں سے بالکل ایک انفرادی شان رکھتی ہے اور اس کی تصدیق کرتی ہے کہ "کم ترک الاول للآخر" مولانا شبلیؒ نے اپنی مشہور کتاب علم الکلام میں صحیح لکھا ہے

"ابن تیمیہ" اور ابن رشد کے بعد بلکہ خود انہیں کے زمانہ مین مسلمانوں میں جو عقلی تنزل شروع ہوا اس کے لحاظ سے یہ امید نہیں رہی تھی کہ پھر کوئی صاحب دل ودماغ پیدا

ہو گا لیکن قدرت کو اپنی نیرنگیوں کا تماشا دکھلانا تھا کہ اخیر زمانہ میں جبکہ اسلام کا نفس باز پسیں تھا شاہ ولی اللہ جیسا شخص پیدا ہوا جس کی نکتہ سنجیوں کے آگے غزالی رازی ابن رشد کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے"

آگے چل کر لکھتے ہیں

"شاہ صاحبؒ نے علم الکلام کے عنوان سے کوئی تصنیف نہیں کی اور اس بناء پر ان کو متکلمین کے زمرہ میں شمار کرنا بظاہر موزوں نہیں لیکن ان کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ جس میں انہوں نے شریعت کے حقائق اور اسرار بیان کئے ہیں در حقیقت علم کلام کی روح رواں ہے

فاضل عصر مولانا عبدالحق صاحب حقانی (صاحب تفسیر حقانی، و عقائد الاسلام) حجۃ اللہ البالغہ کے ترجمہ نعمۃ اللہ السابغہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں

"جس فن میں یہ کتاب ہے آپ سے پہلے کسی نے اس کو ایک جگہ جمع نہ کیا تھا اس فن کا موضوع نظام تشریعی محمدی من حیث المصلحۃ المفیدۃ ہے اور غایت اس کی یہ ہے کہ انسان کو یہ معلوم ہو جائے کہ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام میں نہ کچھ تنگی ہے نہ وہ خلاف فطرت سلیمہ ہیں تاکہ ان پر انسان کو پورا وثوق ہو جائے اور ان کو فطرت پر مبنی باتیں سمجھ کر دل ان کی طرف کھنچ آئے اور کسی مشکک کے بھکانے سے دل میں شبہ نہ پڑ جائے اور حد اس کی یہ ہے کہ وہ علم جس میں قوانین دینیہ اور احکام شرعیہ کی حکمت معلوم ہوتی ہے اور مبادی اس کے تمام علوم ہیں۔

بقیہ صفحہ ۸ سے

اعمال میں کئی عیب نظر نہ آئے اور عرش کے مالک کو تمہارے دل میں کوئی کمزوری نظر نہ آئے لیکن یہاں پر قرآن مجید نے آئندہ دو آیات میں پانچ صفات بیان کر کے معاشرہ میں متقین کا تعین فرمایا جو بھی ان خوبیوں پر پورا اترے وہ متقین کی فہرست میں داخل ہے اور قرآن مجید اس کے لئے ذریعہ ہدایت ہے

بحمداللہ گذشتہ سال کامیابی سے ہمکنار ہونے والی ہوں فقہی کانفرنس سے حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں ایک دفعہ پھر

عالم اسلام کے نامور فقہاء وعلماء کا باہمی مذاکرہ اور دور جدید کے تفصیل طلب مسائل پر غور وخوض، سائنسی دور کے فکری چیلنج سے نبرد آزما ہونے کے لئے راہ عمل کے تعین اور ملت اسلامیہ کی نے نسل کی تعلیم وتربیت کے لئے عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے متفقہ قابل عمل لائحہ عمل اختیار کرنے کے لئے المرکز الاسلامی بنوں میں

دوسری فقہی کانفرنس

مورخہ ۱۷، ۱۸ اکتوبر بروز ہفتہ اتوار ۱۹۹۸ء کو منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بیرون ملک کے مایہ ناز علماء کرام، تاریخ ساز شخصیات، محققین اور مفکرین اسلام گرانقدر مقالات پیش کریں گے۔ جو آئندہ کے لئے تاریخی دستاویز ثابت ہوں گے۔ اگر آپ موجودہ دور کے حل طلب مسائل میں امت اسلامیہ کی رہبری ورہنمائی کے لئے حسین جذبہ رکھتے ہوئے کوئی علمی اقدار تحقیقی مقالہ تیار کر سکتے ہیں یا آپ کی نظر میں کوئی شخصیت پر کارنامہ سرانجام دے سکے تو براہ کرم نیچے دیئے پتہ پر رابطہ قائم کر کے مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں

مولانا سید نصیب علی شاہ ہاشمی

رئیس المرکز الاسلامی بنوں پاکستان

دارالافتاء
مفتی غلام الرحمٰن

گولڈن ہینڈ شیک کی شرعی حیثیت

سوال- کچھ مدت قبل ملک میں "گولڈن ہینڈ شیک" کے نام سے ایک سکیم چلی تھی جس
بعض محکموں میں عمل در آمد بھی ہوا- اب بھی بعض نجی کارخانوں میں یہ سکیم
مختلف ناموں سے جاری ہے
کہ ملازم کو قبل از وقت ریٹائرڈ ہونے پر کچھ معاوضہ دیا جاتا ہے کیا شرعی نقطہ
سے اپنی ملازمت کا دورانیہ مختصر کر کے بقیہ مدت ملازمت کے عوض رقم لینا
ملازم کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

سلیم عرفان لاہو

الجواب وباللہ التوفیق

قانونی اعتبار سے مستقل ملازمین کو خاص مدت تک تحفظ حاصل ہوتا ہے جس کے دوران بغیر کسی خاص وجوہات کے ملازم کو برخاست نہیں کیا جاسکتا یہ تحفظ ملازم کا حق ہے عموماً لوگ سرکاری یا نیم سرکاری اداروں میں تحفظات کو مد نظر رکھتے ہوئے نجی اداروں میں پرکشش مشاہروں کے مقابلہ میں محفوظ ملازمت کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اس کی تنخواہ کم ہو- یہ حق بذات خود حقوق مجردہ کی ایک صورت ہے اور فقہی تصریحات کی رو سے حقوق مجردہ کی خرید و فروخت جائز نہیں-

لیکن حکومت نے اس سکیم کا اعلان کر کے اس حق کی باقاعدہ قیمت تسلیم کی گویا حکومت کا یہ اعلان اور ملک کے سرکاری وغیر سرکاری اداروں میں اس پر عمل درآمد نے عرف عام کی حیثیت اختیار کی عرف کی وجہ سے اس کو جواز کا سہارا مل سکتا ہے اس لئے ملازم کے لئے اس رقم لینے میں کوئی حرج نہیں-علامہ علاؤالدین الحصکفی فرماتے ہیں

وفي الاشباه لا يجوز الاعتياض من الحقوق المجرده لحق الشفعه وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالاوقاف و فيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص ليكن افتى كثير با اعتباره عليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف (الدرالمختار على هاش شامى ج ٤ ٩٦)

اشباہ ونظائر میں ہے کہ حقوق مجردہ جیسا کہ حق شفعہ کا عوض لینا جائز نہیں بنابریں وجہ سے اوقاف (سرکار) کی ملازمت کا معاوضہ جائز نہیں لیکن اس کتاب کے آخر میں عرف عام کا فقہی مسائل سے معارض ہو کر عرف خاص کو اعتبار نہ دینے کے بارے میں بہت سے علماء نے اعتبار دیا ہے لیکن ملازمت سے برخاست ہونے پر (معاوضہ کے) جواز پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے

عرف عام کے علاوہ حضرت حسنؓ کے ایک اقدام سے اس کے جواز کو سہارا مل سکتا ہے کہ آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت کر کے وظیفہ قبول کر کے خلافت کے استحقاق سے دستبرداری کا اعلان کیا-علامہ ابن عابدینؒ اس کے بارے میں فرماتے ہیں

واستدل بعضهم للجواز بنزول سيدنا الحسن ابن سيدنا على عن خلافة معاوية على عوض وهو ظاهر ايضة

(ردالمحتار المعروف شامی ج ۴/ ۱۷)

ترجمہ بعض نے جواز کے لئے یہ دلیل بیان کی ہے کہ حضرت حسن ابن علیؓ نے امیر معاویہ
معاوضہ قبول کر کے خلافت چھوڑ دی یہ بھی ایک ظاہر دلیل ہے

سوال :۔ اگر گھر کا سربراہ والد ہو آمد و خرچ اس کے ہاتھ میں ہو لیکن بیٹے بھی برسرروزگار ہوں اچھی خاصی آمدنی ان کی ہو بیٹوں کے ہاتھ میں جو رقم آئے جیب خرچ کے علاوہ رقم والد کے حوالہ کرتے ہوں کیا ایسی صورت میں باپ کے علاوہ بیٹوں پر قربانی واجب ہے یا نہیں ؟
ایسا ہی اگر کہیں چند بھائی اکٹھے ایک گھر میں رہتے ہوں ان کا کاروبار شریک ہو چھوٹے بھائی آمدنی بڑے بھائی کے ہاتھ میں ڈالتے ہوں بڑے بھائی کو گھر میں وہ مقام دیا جاتا ہو جیسا والد کو دیتے رہے ایسی صورت میں قربانی صرف بڑے بھائی پر ہوگی یا ہر ایک بھائی پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔

رجب خان کوہاٹ

الجواب و باللہ التوفیق

باپ بیٹے کا معاملہ بھائیوں کے شریک کاروبار سے علیحدہ ہے اگر باپ کہیں کسی کاروبار میں مشغول ہو اس کے ساتھ بیٹے بھی کاروبار میں ہاتھ بٹھاتے ہوں ایسی صورت میں بیٹے باپ کے شریک متصور نہیں ہوں گے بلکہ اصل کاروبار باپ کا ہوگا بیٹے اس کے ساتھ معاون متصور ہوں گے ایسی صورت میں بیٹے کی ملکیت کی کوئی حقیقت نہیں پائی جاتی اس لئے باپ کی مالداری کی وجہ سے بیٹے پر قربانی واجب نہیں والدلیل علی ذلک ما فی الھندئیہ اب و ابن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لھما مال فالکسب کلہ للاب اذا کان الابن فی عیال الاب لکونہ معینالہ الخ (ج ۲، ۳۲۹)

ترجمہ ۔ باپ اور بیٹا جب دونوں کسی کسب میں شریک ہوں اور دونوں کا مال نہ ہو تو تمام کاروبار باپ کا ہوگا جب تک بیٹا والد کی نگرانی میں ہو کیونکہ یہ باپ کے لئے معاون ہے

Scanned with CamScanner

ایسی صورت میں اگر باپ نے ایک قربانی کی لیکن اس میں اپنے لئے انفرادی طور پر نیت نہیں کی بلکہ پورے گھرانے کی طرف سے قربانی کی نیت کی تو بڑے جانور کے 2/اواں حصہ یا چھوٹے حیوان میں جملہ گھرانے کی نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے کسی ایک کی قربانی صحیح نہیں ہوگی

ایسا ہی اگر بیٹا ملازم ہو یا علیحدہ کاروبار کرتا ہو لیکن تنخواہ اور آمدنی پاس رکھنے کے بجائے والد کو دیتا ہو چنانچہ اس کے پاس ذاتی طور پر اتنی رقم نہ ہو جو نصاب تک پہنچے تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں کیونکہ والد کو تنخواہ یا کاروبار کی رقم دینے سے اس کی ملکیت ختم ہو کر والد کے قبضہ سے اس کی ملکیت قائم ہو جاتی ہے۔ البتہ جہاں کہیں بیٹے کے پاس نصاب کے اندازہ کے مطابق رقم ہو تو پھر قربانی کے وجوب کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ایسا ہی اگر بیٹے کا علیحدہ کاروبار ہو تو والد کی قربانی پر اکتفا کر کے اپنے آپ کو بچانا فراغت ذمہ کے لئے بے سود ہے۔

جہاں کہیں بھائی کاروبار میں شریک ہوں۔ اس میں ہر ایک کی حیثیت مستقل مالک کی ہے یا والد کی وفات کے بعد بیٹے ترکہ میں شریک ہوں اور کاروبار مشترکہ طور پر چلا آ رہا ہو ہر ایک بھائی کے حصہ رسدگی کو دیکھا جائے گا۔ جہاں کہیں نصاب کو پہنچتا ہو تقسیم نہ ہونے کے باوجود ہر ایک کی ملکیت کے سبب متحقق ہونے کی وجہ سے قربانی اور دیگر حقوق مالیہ واجب رہیں گے ایک بھائی کی قربانی کرنے سے دوسرے بھائیوں کا ذمہ فارغ نہیں ہوتا

واللہ الموافق

پاکستان میں این جی اوز اور عیسائی مشنریاں سرگرمیاں، منصوبے اور طریق کار

مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

انسانی حقوق کے نعرہ کا پس منظر

عہد نبوت سے دیگر مذاہب کی طرح یہودیت اور اسلام کی کشمکش جاری ہے۔ آغاز اسلام میں مسلمانوں کو جو صعوبتیں پیش آئیں، ان میں آدھا حصہ یہود کا ہے۔ یہود کی ریشہ دوانیوں، سازشوں کے باعث ہی قرآن کریم نے انہیں اشد الناس عداوۃ للذین امنوا (المائدہ ۸۲) کا لقب دیا۔ اور اسی وجہ سے حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ نے مرض الوفات میں یہود کو جزیرہ عرب سے باہر نکالنے کی وصیت فرمائی۔ عبد اللہ بن ابی، عبد اللہ بن سبا، اس زمانہ میں فتنہ وفساد پھیلانے میں پیش پیش رہے۔ خلافت راشدہ کا دور گزرنے کے بعد بھی یہودی سازشوں میں کوئی کمی نہ آئی بلکہ وسیع و عمیق سازشیں ہونے لگیں اور صرف اسلام کے خلاف ہی نہیں بلکہ عیسائیت کے خلاف بھی منظم سازشیں کی گئیں۔ کلیسا کو تقسیم ہی نہیں، ختم بھی کر دیا۔ اب اس کا وجود برائے نام ہے۔ عیسائیت کو دہریت کے قریب تر لایا گیا۔ عیسائیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس وقت ہم صرف یہ بتائیں گے کہ یہودیت نے عالم اسلام کو کیا دیا۔

یہودیوں نے یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے زمانہ میں عیسائیوں کی طرح عالم اسلام کو سیکولرائز کرنے کی سازش شروع کیں۔ ان کے اہداف چھ نکات تھے: ۱۔ حکومت و ریاست، ۲۔ قوانین، ۳۔ فوج، ۴۔ عدلیہ، ۵۔ تعلیم، ۶۔ ثقافت

لیکن آسانی اور تفہیم کی خاطر ہم کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل پہلوؤں پر وہ حملہ زن ہوئے۔

۱۔ ریاست کی اصولی حقیقت میں تبدیلی کرنا۔

۲۔ قانون اسلامی کا خاتمہ کر دینا۔

۳۔ قانون اسلامی کی جگہ سیکولر قوانین کو نافذ کرنا، سیکولر عدالتیں قائم کرنا۔

۴۔ فوج کی اصولیات، فلسفہ، ادب اور اعمال و تراکیب میں اسلامی بنیادوں کا خاتمہ کرنا۔

۵۔ مسلمان ممالک میں نظام تعلیم کو سیکولر بنیادوں پر استوار کرنا۔

۶۔ مسلمان ممالک میں ان کی اسلامی اور مادری زبان کو بے دخل کر کے سیکولرائزڈ مغربی زبان کو مسلط کرنا اور مسلم زبانوں کی ہیئت، رسم الخط تک کو بدل دینا۔

۷۔ نئے فیشن، نئے رسم و رواج کو رواج دینا اور اسلامی آداب کی تحقیر کرنا۔

۸۔ مسلمان ملکوں کی اسلامی اور علاقائی وحدت کو توڑنے کے لیے تہذیبی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں کو جنم دینا۔

سیکولرائزیشن، یہود کا کوئی محبوب نظریہ نہیں جسے وہ دنیا میں رائج کرنے کے لیے کوشاں ہوں بلکہ وہ اپنے لیے سیکولرازم اور سیکولائزیشن پسند ہی نہیں کرتے۔ اپنے معاشرہ کو اس سے پاک رکھتے ہیں۔ وہ سیکولرائزیشن کو اس لیے پسند کرتے ہیں تا کہ دنیا کے دیگر معاشرے اور خصوصاً ان کے دشمنوں کے معاشرے اس سمندر میں غرق ہو جائیں۔ سیکولرائزیشن کے مقاصد اصلی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مخالف ادیان کا خاتمہ، ۲۔ دین ربانی کو اس کے منبع اصلی سے منقطع کر دینا، ۳۔ مخالفین یہود کی قوتوں پر قبضہ، ۴۔ مخالفین کی قوتوں کا یہودی مقاصد کے لیے استعمال، ۵۔ مخالفین کے یہاں ربانی نظام کے بجائے شیطانی نظام قائم کرنا۔

یہودیوں نے سیکولرائزیشن کے پانچ طریقے دریافت کیے جن کی مدد سے وہ عالم اسلام پر حملہ آور ہیں۔ یہ طریقے ایسے ہیں کہ انہیں مسلمانوں کی مزاحمت اور نقصانات کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔

پہلا طریقہ : تقنین کی توجیہ کہ سیکولرائزیشن کو عالمی، قومی اور مقامی سطح پر قانون سازی کے ذریعہ جاری اور نافذ العمل کیا جائے۔ یہ قانون سازی جمہوری طریقہ سے بھی ہو سکتی ہے اور آمرانہ طریقہ سے بھی۔ الجزائر اور ترکی اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

دوسرا طریقہ : ثقافت کی توجیہ ثقافت کے ذریعہ مسلمانوں کو سیکولرائزڈ کرنے کا طریقہ نہایت آسان، زود اثر، بے ضرر اور سستا ہے۔ اس طریقہ سے یہود نے فقید المثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل طریقے استعمال ہو رہے ہیں۔

(۱) بیوٹی پارلرز کا جگہ جگہ قیام (۲) کاسمیٹک کا طریقہ۔ ان دونوں کے لیے مندرجہ ذیل وسائل مستعمل ہیں : ۱۔ ریڈیو ۲۔ ٹی وی، وی سی آر ۳۔ اخبارات و جرائد ۴۔ کتب

۵۔ اشتہارات اور اس کی قسمیں مثلاً ہورڈنگ، اسٹیکر وغیرہ ۶۔ تصویر سازی، مجسمہ سازی
۷۔ نغمے ۸۔ فلمیں

تیسرا طریقہ: غیر محدودیت کی توجیہ یہ ایک نہایت ہی جدید توجیہ ہے۔ اس سے مراد بعض چیزوں، تکنیکی قوتوں، جذبات اور اخلاقیات کا عالمی پیمانے پر استعمال کر کے سیکولرائزیشن کا عملی نفاذ کرنا ہے۔ اس توجیہ کے ذریعہ بھی غیر معمولی کامیابیوں کی طرف یہودیت نے پیش قدمی کی ہے۔ اس توجیہ کے کم از کم تین اہم شعبے درج ذیل ہیں

(۱) ذرائع استعمال اب اس طریقے کا استعمال اتنے وسیع و عمیق طریقے سے ہونا شروع ہوا ہے کہ یہ خود طاقت کے غلط استعمال اور طوائف الملوکی کے پھیلانے کا زبردست آلہ بن گیا ہے تاہم یہودیوں نے عالمی طور پر اس کو اپنے تمام دشمنوں اور بطور خاص عالم اسلام کو سیکولرائز کرنے کے لئے استعمال کرنے میں خاص کامیابی حاصل کی ہے۔

(۲) انسانی حقوق کے ذرائع انسانی حقوق کی حفاظت اور اس کی پامالی کو روکنے کے ذریعے وسیع پیمانے پر سیکولرائزیشن کے عمل کا یہ طریقہ نہایت موثر ثابت ہوا ہے، اس کے ذریعے ان مقامات تک رسائی ممکن ہو گئی ہے جہاں عام طور پر پہنچنا مشکل تھا۔ دنیا کی تقریباً تمام انسانی حقوق کی تحریکیں یہودیوں ہی کے ذریعہ چلائی جاتی ہیں۔ یہ طریقہ ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق بھی ہے۔

(۳) ماحولی تحریکات کے ذرائع انسانی حقوق کی حفاظت اور اس کی پامالی کو روکنے کی طرح ماحول کی حفاظت اور اس کی پامالی کو روکنے کے نام پر یہودیوں نے سارے عالم میں سیکولرائزیشن کے عمل کو تیز کرنے کا ایک بہترین ذریعہ وضع کیا ہے۔

(۴) عمرانیات کی توجیہ اس توجیہ کے تحت ان تمام عوامل کے ذریعہ جن کا ذکر عالمی اور قومی سطح کے تمام عوامل کے ذیل میں کیا گیا ہے، سیکولرائزیشن کا ایک غیر معمولی اور دیو قامت پروگرام چلایا جا رہا ہے۔ اسے چار حصوں یا پہلوؤں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک حصہ بے حد وسیع الاطراف ہے جس کی مزید تشریح طوالت کا باعث ہوگی۔ یہ چاروں حصے یہ ہیں

۱۔ صنعت کاری کے ذریعہ سیکولرائزیشن (Through Industrialsation)
۲۔ شہر آبادی کاری کے ذریعہ سیکولرائزیشن (Through Unbanisation)
۳۔ تجارت کے ذریعہ سیکولرائزیشن (Through Commercialisation)
۴۔ اشتہارات کے ذریعہ سیکولرائزیشن (Through Consumerism)

(۴) فحاشی کی توجیہہ   اس کے ذریعہ دنیا کے تمام علاقوں میں ہر عمر کی سطح پر اور سماج کے ہر حصہ میں سیکولرائزیشن کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ طریقہ بھی نہایت کامیاب ثابت ہو رہا ہے۔

(ملخص از "عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال" مصنف اسرار عالم مطبوعہ نئی دہلی انڈیا)

این جی اوز کے بارے میں قابل غور چند نکات

۱۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں سابقہ ادوار میں اور اب بھی علماء کرام اور دین پسند حضرات کے ساتھ بعض جاگیردارانہ، رسہ گیر اور حکمران ناروا سلوک روا رکھتے رہے ہیں۔ انہیں جیل میں قید تنہائی ملی، اہل وعیال کو ہراساں کیا گیا، اسمبلیوں سے باہر پھینکا گیا، انہیں جیل میں اعزہ واقارب سے ملنے کا حق لینے کے لیے بھوک ہڑتال کرنا پڑی۔ لیکن این جی اوز کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ علماء کرام اور مذہبی کارکنوں کے انسانی حقوق کی پامالی این جی اوز کو نظر آئی' نہ آئے گی۔ انسانی حقوق کا یہ انوکھا تصور کہ مذہبی لوگوں کے انسانی حقوق ہوتے ہی نہیں' این جی اوز کو مبارک ہو۔

۲۔ این جی اوز نے بارہا بیرونی دنیا سے کروڑوں روپے کی گرانٹیں لیں لیکن وہ کہاں صرف ہوئیں؟ ان اقوام سے کتنی بیواؤں کی مالی اعانت کی گئی' کتنی یتیم بچیوں کی شادی کرائی گئی' کتنے غرباء کو جینے کی امنگ ملی؟ ان سوالات کا جواب ندارد۔ این جی اوز کو غیر ملکی امداد ملنے کا تازہ ترین ثبوت ملاحظہ فرمائیں کہ روزنامہ دن لاہور کے صفحہ ۳ پر (بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۹۸ء) ایک سرخی ہے "جاپان پاکستانی این جی اوز کو سوا کروڑ روپے کی گرانٹ دے گا۔ جاپانی سفیر اور این جی اوز کے نمائندوں نے ۸ الگ الگ معاہدوں پر دستخط کر دیے۔ گرانٹ سے سوات' راولپنڈی' کراچی' خانیوال اور بہاولپور میں فلاحی کام کیے جائیں گے" اس کے علاوہ اللہ جانے آف دی ریکارڈ کیا کیا کچھ ہوتا ہے؟ کوئی کیا کہہ سکتا ہے؟

۳۔ کشمیر' بوسنیا' فلسطین میں ایک لمبے عرصہ سے انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ بچوں کی برین واشنگ' نوجوانوں کا قتل عام' عورتوں کی عصمت دری کے واقعات شمار سے باہر ہیں۔ لیکن کسی این جی او نے صدائے احتجاج بلند نہیں کی' عالمی اداروں کو سانپ سونگھ گئے۔

۴۔ گدھے نے کہا تھا "انسان بڑی ڈھیٹ مخلوق ہے۔ دیکھتا ہے کہ میں ڈنڈے کھانے کے باوجود آگے نہیں چل رہا پھر بھی مجھے مارے جا رہا ہے" کچھ اسی طرح کا معاملہ این جی اوز

Scanned with CamScanner

کا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم بارہا پاکستان میں قادیانیوں اور عیسائیوں کے مظلوم ہونے کی دہائی دے چکے ہیں۔ خود عیسائی، مرزائی بھی اپنے مظلوم ہونے کا رونا روتے ہیں لیکن یہ مولوی بڑے ڈھیٹ ہیں، مانتے ہی نہیں۔

۵۔ یورپ وامریکہ میں انسانی حقوق کی فراوانی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر کوئی آزاد ہے۔ بے حیائی، عریانی اور فحاشی عام ہے۔ خود غرضی اور نفسا نفسی کا دور دور ہے۔ اخلاقیات کا جنازہ اٹھ چکا ہے۔ خاندانی نظام پر بجلیاں گر چکی ہیں۔ ہیومن رائٹس کے نام پر یہی طوائف الملوکی عالم اسلام خصوصاً" پاکستان میں پھیلانے کا منصوبہ ہے۔ اس کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہے لیکن بہت آہستہ آہستہ اور غیر محسوس انداز میں تاکہ عوامی مزاحمت نہ ہو سکے۔

۶۔ پاکستان میں کوئی غیر مسلم سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو توہین کر دے، کسی سلمان رشدی، سلیمہ نسرین کا پاکستانی ایڈیشن ظاہر ہو جائے اور وہ قانون کی گرفت میں آجائے، شناختی کارڈز میں مذہب کے خانے کے اضافے کا مطالبہ کیا جائے تو مرزائیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ساتھ این جی اوز کے ارباب بست وکشاد بھی شور مچاتے ہیں۔ کسی مجرم کو سزا دینا، دین اسلام کے کسی تقاضے کو پورا کرنا، انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار پاتا ہے۔ این جی اوز قائم کرنے والے بھی پاکستانی اور مسلمان کہلاتے ہیں، ان کا یہ دوہرا معیار دال میں کالا کالا ہونے کی طرف صاف اشارہ کرتا ہے۔

پاکستان میں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں

"کراچی، ۲ جنوری، (رپورٹ عارف الحق) امریکہ میں نئے سال کے آغاز سے بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک میں غیر عیسائی عوام کو عیسائی بنانے کی ایک ۵ سالہ مہم شروع کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے جس کو ایک ارب ڈالر کی مہم کا نام دیا گیا ہے۔ اس مہم کا منصوبہ "یہاں زندگی ہے" کے نام سے امریکہ میں حال ہی میں قائم شدہ ایک تنظیم نے بنایا ہے۔ اس کے بین الاقوامی چیئرمین مسٹر ویلین ای جانسن ہیں۔ انہوں نے یہ منصوبہ جنیوا سے ورلڈ کونسل آف چرچز کے نمائندوں کے سامنے پیش کیا ہے جو عیسائی مشنریوں کی اب تک کی تاریخ میں ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک میکیکل پریس سروس کے مطابق اس مہم کے ذریعہ عیسائی مذہب کا پیغام اور عیسائی چرچز کی سرگرمیوں کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ اس پروگرام پر کامیابی کے ساتھ عملدرآمد کے لیے تربیت یافتہ پادریوں کو جدید ترین تکنیک کے ساتھ کام کرنے کو کہا جائے گا۔ یہ پادری اور ہر ملک کے قومی چرچ دیگر عیسائی تنظیموں کے تعاون سے اس پروگرام کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ یہ حکمت عملی اس قسم کی

Scanned with CamScanner

ایک پہلے سے موجود عالمی عیسائی تنظیم "کیمپس کروسیڈ فار کرائسٹ انٹرنیشنل" کے طریقہ کار سے مماثلت رکھتی ہے جس کی شاخیں دنیا کے اکیس ممالک میں ہیں اور جس کے مستقل عملے کی تعداد لو چھ ہزار سے زیادہ ہے۔ ایک ارب ڈالر کی اس مہم کو شروع کرنے کے لیے ایک کروڑ ڈالر (۱۰ کروڑ پاکستانی) کی ضرورت ہوگی جس کا ایک تہائی امریکہ کے صنعت کاروں، مذہبی تنظیموں اور نجی طور پر عیسائی مخیر افراد کی جانب سے جمع کیا جا چکا ہے۔" (جنگ کراچی مورخہ ۳ جنوری ۱۹۷۹ء)

طریق کار

۱۔ **خط و کتابت سکول** مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے مسیحی تعلیم کے متعدد اسکول ملک کے مختلف حصوں میں قائم ہیں۔ ان سکولوں میں سکول اور گھر کے بچوں پر مسیحیت کی تعلیم کے لیے اسباق فراہم کیے جاتے ہیں، امتحان لیا جاتا ہے، امتحان کی تیاری کے لیے بائبل مفت فراہم کی جاتی ہے۔ ایک کلاس کی تعلیم مکمل ہونے پر خوبصورت سند دی جاتی ہے۔ اس طرح بچوں کو نفسیاتی طور پر متاثر کیا جاتا ہے اور ان کے ناپختہ ذہنوں میں عقیدہ تثلیث بٹھایا جاتا ہے۔

مالی امداد: غریب طبقہ کی مادی ضروریات پوری کرنے کے لیے ان کو مالی امداد دے کر مرتد بنا لیا جاتا ہے، چند سال پہلے بنگلہ دیش کی خبر شائع ہوئی تھی کہ وہاں ایک کروڑ کے لگ بھگ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔

مشن اسکول و کالج: یہاں صرف سرمایہ داروں کے بچے داخل کیے جاتے ہیں، ان کو دین اسلام سے برگشتہ کیا جاتا ہے تا کہ کل وہ کلیدی عہدوں پر فائز ہو کر مسلمانوں کے کام نہ آسکیں۔ کراچی کے ایک پادری نے جو ایک مشن سکول کے سربراہ تھے کہا تھا "جو مسلمان عیسائی نہیں ہو سکے وہ مسلمان بھی نہیں رہے۔" یعنی اگر کوئی عیسائی نہیں ہوا تب بھی اس کے عقائد اس درجہ شک و شبہ میں ڈال دیے ہیں کہ اب اس کے مسلمان ہونے میں بھی شک رہے گا اور یہ ہی بنیادی چیز ہے۔

عیسائی ریڈیو اسٹیشن کا قیام: سابقہ دور حکومت میں بے نظیر حکومت کی اجازت سے اسلام آباد میں ایک ریڈیو اسٹیشن قائم ہوا جس سے چوبیس گھنٹے عیسائیت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔

مخلوط تعلیم: مخلوط تعلیم اسی اسلام دشمنی کا ایک حصہ ہے جو انگریزی دور میں عیسائی مشنریز نے شروع کی تھی، اسلامی تہذیب و روایت کو جس قدر نقصان اس سے ہوا ہے

Scanned with CamScanner

اس کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ بھٹو حکومت نے تمام سکول نیشنلائز کر دیے لیکن افسوس کہ ان مشنری اداروں اور انگلش میڈیم سکولوں کو چھوڑ دیا جو کہ قوم میں زہر گھول رہے ہیں اور انہیں کوئی لگام دینے والا نہیں۔

مشن کے ہسپتال : ان ہسپتالوں میں تمام سٹاف عیسائی رکھا جاتا ہے' ہر صبح ہسپتال کے ہر وارڈ میں ' بھجن گا کر اور بائبل پڑھ کر دعا کی جاتی ہے۔ ہر مریض کو ذاتی توجہ دے کر کوشش کی جاتی ہے کہ وہ ہسپتال کے قیام میں بائبل اور دیگر مذہبی کتابیں مطالعہ کرے۔ ان کے علاوہ دستاویزی فلمیں جو پادری صاحبان اپنے پروجیکٹرز پر گاؤں اور دیہات میں بھی دکھاتے ہیں۔ تفریح و علم کے نام پر پہلے چند منٹ ملیریا کے انسداد یا تپ دق کے خلاف مہم کے طور پر کوئی فلم دکھا دی پھر اس کے کچھ دیر بعد تبلیغ تثلیث اور اپنے عقائد پر مبنی فلم شروع کر دی۔

غرض کوئی طریق کار باقی نہیں چھوڑا گیا۔ ہر صورت میں بنیاد' تبلیغ مسیحیت ہے۔ عیسائی مشنریاں جنہوں نے گزشتہ دو صدیوں میں برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ کی۔

۱۔ پریس بائی ٹیرین
۲۔ دی ایسوسی ایٹ ریفارمڈ پریس بائی ٹیرین چرچ (اے آر پی)
۳۔ دی ویسو کونسل چرچز
۴۔ دی پاکستان مشن آف انٹرنیشنل فارن مشنز ایسوسی ایشن
۵۔ دی پاکستان کرسچین فیلوشپ آف دی انٹرنیشنل کرسچین فیلوشپ سابقہ نام دی سیلون اینڈ انڈیا جنرل مشن
۶۔ دی ایونجیکل الائنز مشن (ٹی ای اے ایم) سابقہ نام اسکینڈ نیوین الائنز مشن
۷۔ دی انڈس کرسچین فیلو شپ
۸۔ دی بریدرن چرچز
۹۔ دی افغان بارڈر کروسیڈ (اے بی سی)
۱۰۔ ورلڈ وائیڈ ایونجلا نیزیشن کروسیڈ
۱۱۔ دی سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ
۱۲۔ دی بپتسٹ بائبل فیلوشپ
۱۳۔ دی چرچ آف کرائسٹ
۱۴۔ دی بائبل اینڈ میڈیکل مشنری فیلوشپ

۱۵۔ دی ریفارمڈ چرچز ان نیدرلینڈس
۱۶۔ دی یونائیٹڈ فیلوشپ فار کرچین سروس ۱۷۔ دی فیلو شپ آف
ایونجیکل بیپٹسٹ چرچز ان کنیڈا
۱۸۔ دی کرسچین لٹریچر کروسیڈ
۱۹۔ دی چائلڈ ایونجیلزم کروسیڈ فار کرائسٹ انٹرنیشنل
۲۰۔ دی مینو نائٹ سنٹرل کمیٹی
۲۱۔ دی کھیروار مشن آف ڈنمارک
۲۲۔ سالویشن آرمی
۲۳۔ یہوواہ و یسس

ان تنظیموں میں سے بیشتر تنظیمیں اب بھی قائم اور اپنے مشنوں پر رواں دواں ہیں
بلکہ کافی ترقی کر چکی ہیں۔

پاکستان میں عیسائی آبادی

۱۹۵۱ء کی مردم شماری: کل آبادی مغربی پاکستان = تین کروڑ دس لاکھ ساٹھ ہزار سات سو
نواسی (۳۱۰۶۰۷۸۹)
عیسائی آبادی: چار لاکھ بتیس ہزار سات سو چھ (۴۳۲۷۰۶)
۱۹۶۱ء کی مردم شماری: کل آبادی مغربی پاکستان: تین کروڑ چورانوے لاکھ بیالیس ہزار
چار سو انتالیس (۳۹۴۴۲۴۳۹)
عیسائی آبادی: پانچ لاکھ تراسی ہزار آٹھ سو چوراسی (۵۸۳۸۸۴)
کل آبادی میں اضافہ: ۲۷ فی صد
عیسائی آبادی میں اضافہ: ۳۵ فیصد
(بحوالہ رسائل: پاکستان اور صلیبی جنگ، پاکستان میں عیسائیت کا فروغ مطبوعہ صدیقی ٹرسٹ
کراچی)

عیسائی عالم اسلام کے ساتھ جدید ترین انداز میں صلیبی جنگ لڑ رہے ہیں۔ یہ سلطان
صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں اپنی عبرتناک شکست کا انتقام مسلمانوں سے لے رہے ہیں۔
مغربی دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق بے پناہ غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں۔ اقتصادی لحاظ
سے مسلمانوں کا گھیراؤ بلکہ تباہی، دفاعی لحاظ سے مسلمانوں کو کمزور کرنا، مسلمانوں کو ہپناٹزم کا
شکار کرنا کہ وہ خود ہی دین اسلام کا مذاق اڑانے لگیں۔ مسلم خطوں پر اپنا قبضہ جمانا۔ یہ یہود

و نصاریٰ کی سرگرمیاں مشترکہ منصوبے ہیں۔ ماڈرن ازم، سیکولرائزیشن کے شکار حضرات ممکن ہے کہ ان معروضات کو مولویوں کی گپ قرار دیں لیکن یہ تلخ حقائق ہیں، انہیں مفروضے کہہ کر نظر انداز کرنا سنگین غلطی ہوگی۔ دشمن کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینے سے دشمن ختم نہیں ہو جاتا۔ اس صورت حال کا ازالہ، این جی اوز اور عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا نوٹس کون لے گا؟ کسی عام و خاص کو فرصت ہی نہیں ہے۔

خوب صورتی اور پائیداری کی ضمانت
بہترین اور دیدہ زیب چپس
خریدنے کے لئے
یاد رکھیں
گل چپس فیکٹری
گل چپس فیکٹری ورسک روڈ پشاور
فون نمبر
273281